ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

فروری 2021ء

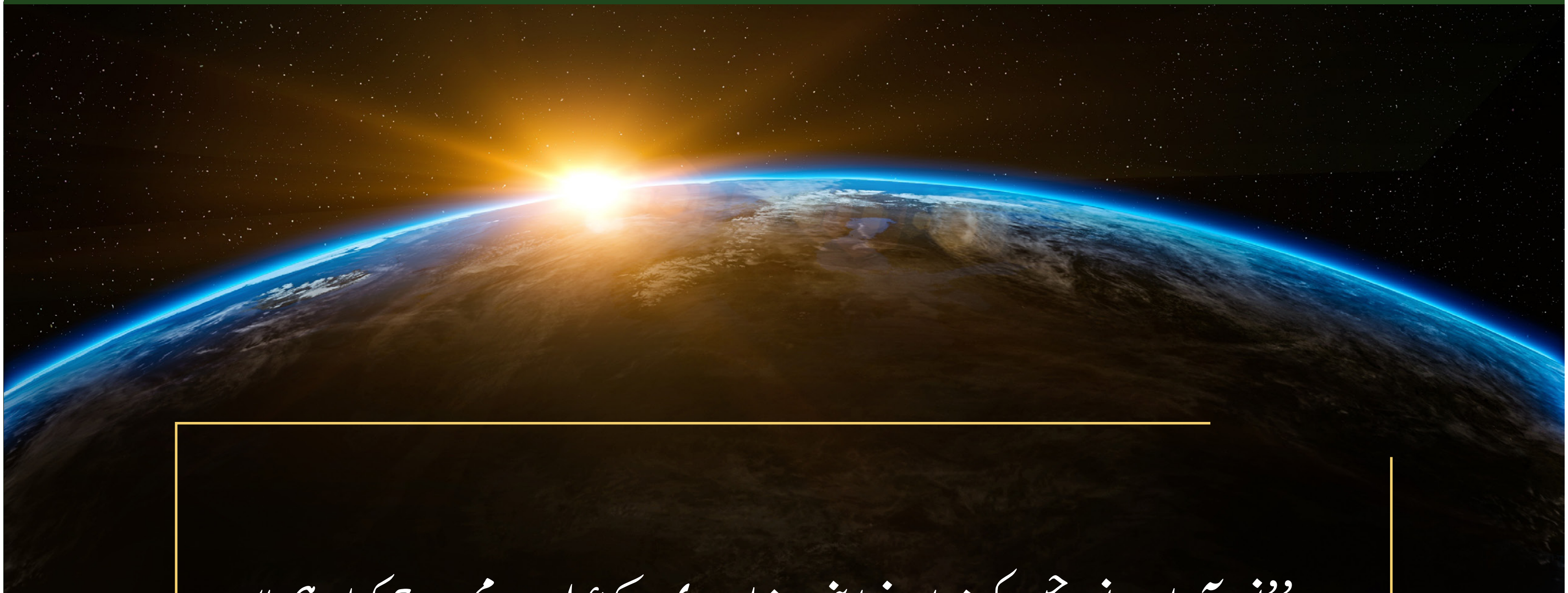

”نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔“

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ-102)

پیش گوئی مصلح موعود چمکتا ہوا نشان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’جماعت احمدیہ میں 20 فروری کا دن پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے خاص طور پر یاد رکھا جاتا ہے اور جماعتوں میں یومِ مصلح موعود کے حوالے سے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ گو میں اس بات کی پہلے بھی کئی جگہ وضاحت کر چکا ہوں لیکن نئے آنے والوں اور بچوں کے لئے بھی دوبارہ وضاحت کر دوں کہ یومِ مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی یاد میں نہیں منایا جاتا بلکہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

ایسی پیشگوئی جو اسلام کی برتری اور سچائی ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے الہام کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے تین سال پہلے کی گئی تھی۔ جس میں ایک خادمِ اسلام موعود بیٹے کی پیدائش کی خبر تھی جو دشمنوں کے لئے نشان کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ پس کل 20 فروری تھی اور اس پیشگوئی کو 134 سال ہو گئے اور سو سال سے زائد عرصے سے یہ چمکتا ہوا نشان ہے۔‘‘

(فرمودہ خطبہ جمعہ 21 فروری 2020ء۔ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 13 مارچ 2020ء، صفحہ 5)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مصلح موعودؓ نمبر

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

فروری 2021ء   جلد نمبر 50   شمارہ 2

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ پیش گوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	10
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالِ نو کے موقع پر ایک انتباہ	11
★ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حقانیتِ خلافت از مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب	13
★ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیتِ دعا کے بعض ایمان افروز واقعات از مکرم محمود احمد ملک صاحب	16
★ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ از مکرم مولانا محمد فاتح احمد ناصرؔ صاحب	19
★ خواجہ حسن نظامی کی درخواست پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معرکہ آرا مضمون	23
★ التّحیات میں انگشت سبابہ اٹھانے کی حکمت از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	24
★ رپورٹ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امارت وان از مکرم غلام احمد عابدؔ صاحب	26
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	28

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَاالۡبَلَدِ ○ۙ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰـذَاالۡبَلَدِ ○ۙ وَوَالِدٍ وَّمَاوَلَدَ ○ۙ
لَقَدۡ خَلَقۡنَاالۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ○

(سورۃ البلد 90:1-5)

خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ جب کہ تو اس شہر میں (ایک دن) اُترنے والا ہے۔ اور باپ کی اور جو اُس نے اولاد پیدا کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رُسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یَنۡزِلُ ؎۱ عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ اِلَی الۡاَرۡضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُلَہٗ ؎۲ وَیَمۡکُثُ خَمۡسًاوَاَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوۡتُ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِیۡ قَبۡرِیۡ فَاَقُوۡمُ اَنَاوَعِیۡسٰی بۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡ قَبۡرٍوَاحِدٍ بَیۡنَ اَبِیۡ بَکۡرٍوَعُمَرَ

(مشکوٰۃ شریف. باب نزول عیسٰی بن مریم ، کتاب الوفاء. بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر953، صفحہ901-902)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے، ان کی (بشارتوں کی حامل) اولاد ہوگی۔ (دعویٰ ماموریت کے بعد) (45) پینتالیس کے قریب رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور مسیح، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (یعنی روحانیت اور مقصدِ بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متحدہ الصفات، اور ایک ہوگا۔)

؎۱ عِیۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ یَنۡزِلُ فِیۡنَا غَیۡرِ تَشۡرِیۡعٍ وَھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَکٍّ. (فتوحاتِ مکّیہ، جلد اوّل، صفحہ 57)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام ہم نازل ہوں گے بغیر کسی شریعت کے لیکن وہ بلاشک نبی ہیں۔

؎۲ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ قَدۡ أَخۡبَرَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ أَنَّ الۡمَسِیۡحَ الۡمَوۡعُوۡدَ یَتَزَوَّ جُ وَیُوۡلَدُ لَہٗ ۔ فَفِی ھٰذا أِشَارَۃٌ أِلٰی أَنَّ اللّٰہَ یُعۡطِیَہٗ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہ اَبَاہُ وَلَا یَابَاہُ وَیَکُوۡنَ مَن عِبَاداللّٰہ مُکرِمِین (آئینۂ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن، جلد5، صفحہ578)

کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیحِ موعودؑ یقیناً شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ دراصل اس میں اشارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے یقیناً ایسا صالح بیٹا عطا فرمائے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور اس کے خلاف نہیں ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزّز بندوں میں سے ہوگا۔

نیز فرمایا: فِیۡہِ أِشَارَۃٌ أِلٰی أَنَّہٗ یُوۡلَدُ وَلَدٌ صَالِحٌ یُضَاھِیۡ کَمَالَاتِہٖ۔ (تحفۂ بغداد۔ روحانی خزائن، جلد7، صفحہ209)

کہ اس (پیشگوئی) میں یہ اشارہ ہے کہ اس (مسیح موعودؑ) کے ہاں ایک ایسا صالح بیٹا پیدا ہوگا جو اس کی مشابہت میں اس کے کمالات کا حامل ہوگا۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

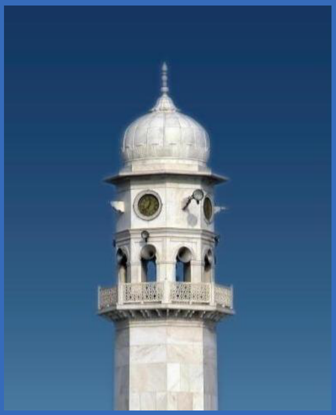

پیش گوئی مصلح موعودؓ

سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ''مصلح موعود'' کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظهر الاول و الآخر . مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء . جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و كان امراً مقضياً .''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ 100-102)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 04 دسمبر 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 04 دسمبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی اسی سلسلے میں بیان کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مؤاخات کے متعلق روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ مکے میں مہاجرین کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی پھر ہجرتِ مدینہ کے بعد آنحضور ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی، ان دونوں مواقع پر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر سمیت، سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل وعیال کی نگہداشت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے علم بردار ہوتے تھے مگر جب لڑائی کا وقت آتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے لیتے۔

غزوہ عشیرہ، جمادی الاول دو ہجری کے موقعے پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ مٹی پر لیٹ کر سوئے ہوئے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے آپ دونوں کو اپنے پاؤں کے مس سے جگایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دو بدبخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ پہلا شخص قومِ ثمود کا اوحیمر تھا جس نے صالح کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں جب کہ دوسرا وہ شخص ہے جو اے علیؓ! تمہارے سر پر وار کرے گا یہاں تک کہ خون سے داڑھی تر ہو جائے گی۔

غزوہ سفوان، جسے بدر الاولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ جمادی الآخر 2 ہجری میں پیش آیا اس موقعے پر آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

غزوہ بدر 2 ہجری کے موقعے پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت بَسبَس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لئے بدر کے چشمے پر بھیجا تھا۔ اسی طرح جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار کی جانب سے مبارزت طلب کی گئی تو کئی انصاری نوجوانوں نے اس کا جواب دیا۔ آنحضور ﷺ نے پہلی مڈھ بھیڑ میں انصار کو شمولیت سے روکا اور یہ پسند فرمایا کہ آپؐ کے چچا کی اولاد اور آپؐ کی قوم سے یہ شوکت ظاہر ہو۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے بنو ہاشم! اٹھو اور اپنے حق کے لئے لڑو۔ چنانچہ حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مدمقابل ولید اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کو قتل کر دیا جب کہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل شیبہ نے حملہ کر کے آپ کی ٹانگ زخمی کر دی لیکن اسے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر ڈالا۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر کے ذکر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان نقل فرماتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا خیال آتا تو میں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگ جاتا۔ لیکن جب بھی گیا میں نے آپؐ کو سجدے میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آنحضرت ﷺ کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ جب ان کی عمر کم و بیش پندرہ سال ہوئی تو شادی کے پیغامات آنا شروع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی درخواست کی مگر آنحضرت ﷺ نے عذر کر دیا۔ جس پر ان دونوں بزرگوں نے یہ سمجھ کر کہ آنحضرت ﷺ کا ارادہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق معلوم ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریک کی۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ سے درخواست کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے متعلق خدائی اشارہ ہو چکا ہے چنانچہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرضی معلوم کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت فاطمۃ الزہراء سے ذوالحجہ 2 ہجری میں ہوئی۔ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہر کی ادائیگی کے متعلق دریافت فرمایا اور جنگِ بدر کی مغانم میں ملنے والی زرہ فروخت کر کے اس کے انتظام کی ہدایت فرمائی۔

حضور انور نے حق مہر کے ذکر پر فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ یہ فوری حق ہے۔ اس کا طلاق یا خلع سے کوئی تعلق نہیں، اگر عورتیں مطالبہ کر دیتی ہیں تو یہ ان کا حق ہے، اسی وقت دینا چاہئے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہیز میں ایک بیل دار چادر، ایک چمڑے کا گدیلا، ایک مشکیزہ اور ایک روایت کے مطابق جہیز میں ایک چکی بھی شامل تھی۔ آنحضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اسی مکان میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رخصتانہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی تنگ دستی اور غربت کے باوجود زہد و قناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے۔ چکی چلانے کی وجہ سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں تکلیف ہو گئی تھی، ان ہی دنوں آنحضور ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تھے چنانچہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ سے اپنی تکلیف کا اظہار فرمایا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو جو تم نے مانگا ہے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ

الحمدللہ کہا کرو۔ یہ تم دونوں کے لئے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے۔ اگر آپؐ چاہتے تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خادم دے سکتے تھے لیکن آپؐ نے احتیاط سے کام لیا اور نہ چاہا کہ ان اموال سے اپنے رشتے داروں کو دیں۔ کیونکہ ممکن تھا کہ آئندہ لوگ اس سے کچھ کا کچھ نتیجہ نکالتے اور بادشاہ اپنے لئے اموال الناس کو جائز سمجھ لیتے۔

رسول اللہ ﷺ ایک رات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور تہجد کی نماز کی نسبت استفسار فرمایا کہ کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ چاہے کہ ہمیں اٹھائے تو ہمیں اٹھاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تہجد پڑھا کرو اور اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور راستے میں بار بار قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے جاتے۔

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ (سورۃ الکھف 55:18)

یعنی انسان اکثر اپنی غلطی تسلیم کرنے سے گھبراتا اور مختلف قسم کی دلیلیں دے کر اپنے قصور پر پردہ ڈالتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ اللہ! کس لطیف طرز سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؐ نے سمجھایا کہ آپؐ کو یہ جواب نہیں دینا چاہئے تھا۔ کوئی اور ہوتا تو بحث شروع کر دیتا کہ میری پوزیشن اور رتبہ دیکھو۔ پھر اپنے جواب کو دیکھو کیا تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ اس طرح میری بات کو رد کر دو۔ یہ نہیں تو کم سے کم بحث شروع کر دیتا کہ تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ انسان مجبور ہے اور اس کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ جبر کا مسئلہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ لیکن آپؐ نے ان دونوں طریقوں سے کوئی بھی اختیار نہ کیا۔ اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اوّل تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کو دین داری کا کتنا خیال تھا کہ رات کے وقت پھر کر اپنے قریبیوں کا خیال رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ رات میں پوشیدہ وقت پر اپنی بیٹی اور داماد کو اس تعلیم کی نصیحت کرنا بتاتا ہے کہ آپؐ کو اس تعلیم پر کامل یقین تھا جو آپؐ دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھے۔

حضورِ انور نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان کے حالات میں مزید سختی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض حکومتی افسران مولویوں کے پیچھے چل کر، ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے جس حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں، پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ربوہ میں رہنے والے احمدی ہوں یا پاکستان کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدی، ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ شریروں کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کے منصوبے جو نہایت بھیانک اور خطرناک منصوبے ہیں، ان سے بچا کے رکھے اور ان لوگوں کی پکڑ کے اب جلد سامان فرمائے۔ آمین

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر مکرم کمانڈر چوہدری محمد اسلم صاحب کا تھا جو 2 نومبر 2020ء کو کینیڈا میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم 1929ء میں پیدا ہوئے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زیرِ سرپرستی فزکس میں ایم ایس سی کی تھی۔ مرحوم کو پاکستان بحریہ سے وابستہ ہو کر کلیدی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1993ء میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی درخواست دی اور متعدد خدمات کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ اور تین بیٹے شامل ہیں۔

دوسرا جنازہ محترمہ شاہینہ قمر صاحبہ اہلیہ قمر احمد شفیق صاحب ڈرائیور نظارت علیاء کا تھا۔ مرحومہ اپنے بیٹے عزیز ثمر احمد قمر کے ہمراہ 12 نومبر 2020ء کو ایک حادثے میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بوقتِ وفات مرحومہ کی عمر 38 برس اور عزیز ثمر احمد قمر کی عمر 17 برس تھی اور عزیز موصوف فرسٹ ایئر کے طالبِ علم تھے۔ مرحومہ کو جماعتی کاموں سے خاص لگاؤ تھا۔ اسی طرح عزیز ثمر احمد بھی خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بہت فعال تھے۔

اگلا جنازہ مکرمہ سعیدہ افضل کھوکھر صاحبہ اہلیہ محمد افضل کھوکھر صاحب شہید کا تھا جو 12 ستمبر 2020ء کو کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ کے بیٹے اشرف کھوکھر صاحب بھی شہید ہوئے تھے۔ مرحومہ نہایت صابرہ، مہمان نواز، غریب پرور خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 دسمبر 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 دسمبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا، آج اور آئندہ چند خطبات میں وہی جاری رہے گا۔ غزوہ احد میں جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ آپؓ نے مشرکین کے علم بردار طلحہ بن ابوطلحہ سمیت کفار کے متعدد دستوں کو تہ تیغ کیا۔ چنانچہ جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اس پر جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں میں سے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں آپؐ کو شہدا میں نہ پا کر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں گا۔ پس میں نے کفار پر اس زور سے حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ آپؐ ان کے درمیان ہیں۔ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو آپؐ کا زخم دھونے کی سعادت بھی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی۔ ایک روایت کے مطابق غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولہ زخم لگے تھے۔

غزوہ خندق، شوال 5 ہجری میں جب عکرمہ بن ابوجہل اور بعض دیگر مشرکین نے خندق کو پار کر کے مقابلے کے لئے اشعار پڑھ کر دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار دی، عمامہ باندھا اور دعا دے کر رخصت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مدِ مقابل عمرو بن عبدِ وُد، جو اپنی بہادری کی وجہ سے ایک ہزار سپاہیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا کو قتل کیا تو اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگ گئے۔ کفار عمرو بن عبدِ وُد کی لاش کے بدلے دس ہزار درہم دینے کو تیار تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ! ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔

صلح حدیبیہ کے موقعے پر جب کفار نے آنحضرت ﷺ کے

نام کے ساتھ رسول اللہ کے الفاظ لکھے جانے پر اعتراض کیا تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اسے مٹا دو۔مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شش و پنج کا اظہار کیا تو آنحضور ﷺ نے ازخود ان الفاظ کو مٹا دیا۔

غزوہ خیبر، محرم اور صفر 7 ہجری کے موقعے پر خیبر کا سردار مرحب اپنی تلوار لہراتا ہوا بڑے مغرورانہ انداز میں نکلا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا عامر اس کے مقابلے پر سامنے آئے مگر اپنی ہی تلوار کا زخم لگنے سے شہید ہوگئے۔بعض صحابہ نے عامر کے اپنی ہی تلوار کے وار سے مارے جانے پر گمان کیا کہ شاید ان کے عمل باطل ہوگئے ہوں۔مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عامر کے لئے تو دہرا اجر ہے۔غزوہ خیبر کے موقعے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں جن پر آنحضور ﷺ نے لعابِ دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہوگئیں۔آپؓ نے نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑتے ہوئے مرحب کو قتل کیا۔

غزوہ خیبر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ اس شہر کی فتح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔آپؐ نے صبح اعلان فرمایا کہ میں اسلام کا جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔آنحضور ﷺ نے اسلامی پرچم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔ اسی جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی جرنیل سے لڑتے لڑتے اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔آپؓ اس کی گردن اڑانے والے تھے کہ اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی سے الگ ہوگئے اور پوچھے جانے پر فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کے لئے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تمہیں قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لئے ہوگا، خدا کے لئے نہیں ہوگا۔

جب سورۃ توبہ نازل ہوئی تو آنحضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ سورۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیں تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کرسکتا۔پس نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس متبرک امانت اور حجاج کے لئے پیغام دے کر روانہ فرمایا۔اس حج کے موقعے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔

فتح مکہ سے پہلے آنحضور ﷺ نے حضرت زبیر، حضرت مقداد بن اسود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک شتر سوار عورت کے پیچھے روانہ فرمایا جسے حاطب بن ابی بلتعہ نے اہلِ مکہ کے مشرکوں کے نام خط لکھ کر دیا تھا۔یہ تینوں صحابہ نہایت سرعت کے ساتھ اس عورت تک پہنچے اور خط لے کر واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔آنحضور ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے اس حرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ کام نہیں کیا بس میں یہ چاہتا تھا کہ مکے والوں پر کوئی احسان کردوں جس کا بعد میں وہ پاس کریں۔

فتح مکہ کے موقعے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ سے سقایہ یعنی حج کے موقعے پر پانی پلانے کی ڈیوٹی کے ساتھ حجابہ یعنی خانہ کعبہ کو کھولنے اور بند کرنے کی ذمہ داری سونپے جانے کی بھی درخواست کی۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور چابیاں دیتے ہوئے فرمایا کہ اے عثمان! یہ تیری چابی ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو وہی چیز دوں گا جس میں تم لوگوں کے لئے خیر اور برکت ہوگی اور میں تم کو وہ چیز نہیں دوں گا جس کی تم خود ذمہ داری لینا چاہو۔

غزوہ حنین شوال 8 ہجری میں مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔جب دورانِ جنگ گھمسان کا رن پڑا تو آنحضور ﷺ کے گرد چند صحابہ ہی رہ گئے تو ان چند صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

سریہ بنوطی کے موقعے پر آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ کمان ڈیڑھ سو افراد کو روانہ فرمایا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فلس کو منہدم کردیا۔اس سریے سے آپؓ بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس لوٹے۔

غزوہ تبوک رجب 9 ہجری کے موقعے پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

10 ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہلِ یمن کی طرف بھجوایا تاکہ آپؓ انہیں اسلام کی طرف بلائیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بھجوایا گیا تھا لیکن اہلِ یمن نے انکار کردیا تھا۔جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ یمن کو آپؐ کا خط پڑھ کر سنایا تو پورے ہمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کرلیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا تو میں نے عرض کیا کہ میں نوجوان ہوں مجھے قضا کا کچھ علم نہیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ضرور تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثبات بخشے گا۔ پس جب تیرے سامنے دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں تو دونوں فریقوں کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا۔

حضرت عمرو بن شاس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم راہ یمن کے سفر میں شامل تھا۔ دورانِ سفر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سختی محسوس کی اور واپس آکر مسجد میں اس بات کی شکایت بھی کردی اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی۔ایک دن میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا اور فرمایا اے عمرو! خدا کی قسم تو نے مجھے اذیت دی ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچاؤں۔اس پر آپؐ نے فرمایا جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمایا۔ اور اس کے بعد الجزائر اور پاکستان سے متعلق دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ جمعے الجزائر کا ذکر نہیں ہوا تھا۔ وہاں بھی احمدیوں پر کافی سخت حالات ہیں۔بعض احمدیوں کو اسیر بھی بنایا گیا ہے۔ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں آسانی پیدا کرے۔اسی طرح پاکستان کے حالات بھی سختی کی طرف ہیں اس لئے دعا کریں کہ اگر افسران اور مولویوں کا یہی مقدر ہے کہ انہیں عقل نہیں آنی تو اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔آمین

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم رشید احمد

صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب آف ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحوم 28 اکتوبر 2020ء کو 76 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ مکرم طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ عربی ڈیسک کے والد تھے۔ مرحوم بڑے نیک، صالح، شریف النفس، مہمان نواز اور ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 دسمبر 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 دسمبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

آنحضرت ﷺ اپنی آخری بیماری میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مقیم ہوئے تو مسجد آنے جانے کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ خدا ﷺ کے پاس سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے حضور ﷺ کی طبیعت کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطمینان کا اظہار فرمایا لیکن حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تشویش ظاہر کی اور خلافت کے معاملے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے کا مشورہ دیا جسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کو حضرت علی، حضرت فضل اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غسل دیا اور ان ہی افراد نے آپؐ کو قبر مبارک میں اتارا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ کیا آپؓ مسلمانوں کی طاقت کو توڑنا چاہتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! گرفت نہ کیجیے اور اسی وقت بیعت کر لی۔

ایک اور روایت کے مطابق آپؓ کو جب بیعتِ خلافت کے لئے بلایا گیا تو آپؓ جس حالت میں تھے اسی میں چل پڑے اور لمحے بھر کے لئے بھی دیر نہ کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلے یا دوسرے دن بیعت کر لی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوّل اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے تخلّف کیا تھا مگر گھر جا کر خدا جانے کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے آ گئے۔

دوسری قسم کی روایات میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تھی تاہم علماء نے اس قسم کی روایات پر جرح کی ہے۔ اسی طرح بعض علماء نے اس دوسری بیعت کو بیعتِ تجدید کا نام دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عربی تصنیف سِر الخلافۃ میں فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دنیا اور اس کی رعنائیوں کو مقدم کیا اور انہیں چاہا اور وہ غاصب تھے تو ایسی صورت میں ہم اس بات پر مجبور ہوں گے کہ یہ بھی اقرار کریں کہ شیرِ خدا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نعوذ باللہ منافقوں میں سے تھے، جنہوں نے کافروں اور مرتدوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ انہوں نے مداہنت اختیار کرتے ہوئے تیس سال کی مدت تک تقیہ اختیار کئے رکھا۔ جب صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں غاصب تھے تو پھر وہ کیوں ان کی بیعت پر راضی ہوئے۔ کیوں انہوں نے ظلم، فتنے اور ارتداد کی سرزمین سے دوسرے ممالک کی جانب ہجرت نہ کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کے دور میں بھی بہت اہم خدمات انجام دیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانہ کیا تو آپؓ کے پاس بہت کم لوگ رہ گئے تھے۔ ایسے میں بدوؤں کے حملے کے پیشِ نظر مدینے کے داخلی راستوں پر پہرے دار مقرر کئے گئے۔ ان پہرے داروں کی نگرانی کرنے والے افراد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بعض سفروں کے پیش آنے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ مدینے کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ واقعہ جسر میں مسلمانوں کو ایرانیوں کے ہاتھوں ایک قسم کی زبردست زک اٹھانی پڑی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوچ کر کہ اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں رہی خود بطور کمانڈر خروج کا ارادہ فرمایا۔ باقی لوگوں نے تو اس تجویز کو پسند فرمایا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپؓ شہید ہو گئے تو مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل بکھر جائے گا اس لئے کسی اور کو بھیجنا چاہئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فتنہ و فساد ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مخلصانہ مشورے دیئے۔ آپؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمال کی بے اعتدالیوں سے آگاہ فرمایا۔ جب مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے پینے کی اشیاء پہنچانے کی سعی کی۔ پانی کی مشکیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تک پہنچانے کی کوشش میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے کئی غلام زخمی بھی ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے منصوبے کا علم ہوا تو آپؓ نے اپنے صاحبزادوں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پہرے کے لئے بھجوایا۔ پہرے کے باوجود بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے قبل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا عمامہ باندھ کر اور اپنی تلوار لٹکا کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باغیوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت نہ دی۔ اسی طرح جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی دردناک خبر ملی تو آپؓ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شدید ناراض ہوئے کہ ان کے پہرے کے باوجود بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں کیسے کامیاب ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعتِ خلافت کے متعلق یہ ذکر ملتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو تمام لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑے اور بیعت کی

درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ تمہارا کام نہیں بلکہ اصحابِ بدر کا کام ہے۔ چنانچہ سب لوگ حاضر ہوئے اور اتفاق سے کہا کہ ہم کسی کو آپؓ سے زیادہ اس بات کا حق دار نہیں سمجھتے۔ اس پر آپؓ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہیں۔ سب سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی زبانی بیعت کی پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی صحابہؓ نے بیعت کی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مفسدوں نے بیت المال کو لوٹا، مدینے کا کرفیو کی طرح سخت محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو تین چار دن تک دفن نہ کرنے دیا۔ آخرکار چند صحابہؓ نے رات کو پوشیدہ طور پر آپؓ کو دفن کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننا منظور کرلیا تو وہی ہوا جس کا خطرہ تھا یعنی تمام عالمِ اسلام نے کہنا شروع کردیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام خوبیوں کو نظر انداز کردیا جائے تو بھی ایسی خطرناک حالت میں ان کا خلافت کو منظور کرلینا انتہائی جرأت اور دلیری کی بات تھی۔ انہوں نے اپنی عزت اور اپنی ذات کی اسلام کے مقابلے میں کوئی پروا نہیں کی۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل بڑی حکمت پر مشتمل تھا۔ اگر آپؓ اس وقت بیعت نہ لیتے تو اسلام کو اس سے بھی زیادہ نقصان پہنچتا جو آپؓ کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ سے پہنچا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کبار صحابہؓ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کو توڑا تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ غلط مثال ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طوعاً بیعت نہ کی تھی۔ یہاں تک ذکر ملتا ہے کہ باغی ان دونوں کو تلوار کے زور پر اور زبردستی کھینچ کر بیعت کے لئے لائے تھے۔ اسی لئے باہمی اختلاف کی وجہ سے یہ دونوں اصحابِ رسول ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے کھڑے بھی ہوگئے۔ پھر جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ سے چلے آئے۔ راستے میں کسی وحشی انسان نے آپؓ کو شہید کردیا اور انعام کی خواہش لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جہنمی قتل کرے گا پس میں تمہیں جہنم کی بشارت دیتا ہوں۔

حضورِ انور نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے ایک بار پھر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ الجزائر میں حالات سخت کئے جا رہے ہیں۔ وہاں بھی ایک سرکاری وکیل ہے جو ہمارے احمدیوں پر بار بار مقدمے بنا رہا ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ دعاؤں کی طرف جس طرح توجہ کی ضرورت ہے اس طرح توجہ کا ابھی بھی احساس نہیں ہے۔ پس پہلے سے بہت بڑھ کر دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ ڈاکٹر طاہر احمد صاحب آف ربوہ ابن مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب شہید سابق امیر ضلع نواب شاہ۔ مرحوم 4 دسمبر 2020ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

2۔ مکرم حبیب اللہ مظہر صاحب ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب۔ آپ 24 اکتوبر 2020ء کو 75 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

3۔ مکرم خلیفہ بشیر الدین احمد صاحب ابن ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب۔ مرحوم نے 30 نومبر 2020ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

4۔ محترمہ امینہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم خلیفہ رفیع الدین احمد صاحب۔ مرحومہ 19 اکتوبر 2020ء کو وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2020ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 دسمبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

گزشتہ خطبے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور باغیوں کا ذکر ہوا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کوششیں کیں اس بارے میں ایک بہت اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ چونکہ تم لوگ صحابہؓ کے مشابہ ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی تباہی کے اسباب تاریخ سے بیان کروں۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور جو لوگ تم میں نئے آئیں ان کے لئے تعلیم و تربیت کا بندوبست کرو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت جو فتنہ اٹھا تھا وہ صحابہؓ سے نہیں اٹھا تھا۔ اس فتنے کے بانی صحابہؓ نہیں تھے بلکہ وہ لوگ تھے جو بعد میں آئے، جنہیں آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب نہ ہوئی۔ پس میں آپ لوگوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ کثرت سے قادیان آؤ تاکہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور خشیت اللہ بڑھتی رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت مہیا فرمادی ہے۔ پس تربیت کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعے کے علاوہ ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور سنا کریں تاکہ خلافت سے تعلق قائم رہے بلکہ بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے۔

جنگِ جمل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان 36 ہجری میں ہوئی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدانِ جنگ میں ایک اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اسے جنگِ جمل کہا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل کر اپنے اوپر سے الزام ہٹانے کے لئے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ اسی لئے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی بیعت لے لی تو ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فریضہ حج کی ادائیگی سے واپس آرہی تھیں جب انہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

شہادت، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور فتنہ وفساد کی خبر ملی۔ آپؓ مدینے جانے کی بجائے مکہ واپس تشریف لے گئیں اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لینے کے لئے اکٹھا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک بڑا قافلہ بصرہ روانہ ہوا۔ دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بصرے کا رخ کیا۔ دونوں لشکروں کا قیام قریب قریب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو روانہ کیا جو پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؓ کا ارادہ دریافت کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ اصلاح کا ہے۔ پھر وہ شخص حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، ان دونوں نے بھی اصلاح کو ہی مقصد بیان کیا۔ اس شخص نے سمجھایا کہ اگر آپ لوگوں کا مقصد اصلاح ہے تو اس کا یہ طریق نہیں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ اگر ایک مجرم کو قتل کریں گے تو اس کی تائید میں ہزار آدمی کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے۔ دونوں طرف سے مصالحت کی طرح ڈالی گئی اور مذاکرات کامیاب بھی ہو گئے مگر رات کے وقت وہ گروہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک تھا اور اس کا ایک حصہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل تھا، اس گروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ پر سوار رہیں گی یہ جنگ ختم نہیں ہوگی۔ آپؓ کے حکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو نشانہ بنایا گیا چنانچہ آپؓ کا اونٹ گرنے کے بعد اہلِ جمل منتشر ہو گئے۔ جنگ کے آغاز میں ہی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی سننے کے بعد، اپنی اجتہادی غلطی بھانپ کر جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ایک شقی القلب نے آپؓ کا پیچھا کیا اور اس حالت میں کہ آپؓ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی وفات سے قبل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا اقرار کر لیا تھا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو مقتولین میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش ملی جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور آپؓ کے قاتلوں پر لعنت کی۔ جنگ کے اختتام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے سواری اور زادِ راہ کا انتظام کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑنے کے لئے خود تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس موقعے پر فرمایا کہ اے میرے بیٹو! ہم نے تکلیف اور زیادتی سے ایک دوسرے کو ناراض کیا۔ آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم میرے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان سسرالی رشتے داروں جیسے اختلاف کے سِوا کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اچھی اور سچی بات کہی، آپؓ دنیا وآخرت میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان 37 ہجری میں جنگِ صفین ہوئی۔ صفین شام اور عراق کے درمیان ایک مقام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے سے فوج لے کر صفین پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں شامی لشکر وہاں پہلے سے موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یقین دہانی پر کہ وہ لڑنے نہیں آئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصفیے پر رضامند ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصرار تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے حوالے کر دیں۔ دونوں فریقین کی جانب سے صلح کی ہر ممکن کوشش کی گئی تاہم صفر 37 ہجری میں باقاعدہ جنگ کا اعلان ہوا۔ جب جنگ کچھ مدت تک کسی حتمی نتیجے تک نہ پہنچی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمت پست ہو گئی۔ اس موقعے پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مشورہ دیا کہ قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر بندھوائیں اور اعلان کروائیں کہ فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہونا چاہئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کے نتیجے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متبعین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی اکثریت نے تحکیم پر رضامندی کا اظہار کیا۔ شامیوں کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم نامزد کیا گیا۔ یہ تحکیم قتلِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطابق فیصلہ ہو۔ مگر حکمین نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو امارت سے معزول کر دیا جائے حالانکہ وہ اس لئے مقرر ہی نہیں کئے گئے تھے۔ ایک جلسہ عام میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معزولی کا اعلان کیا پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سے متفق ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول نہیں کرتا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بہت نیک آدمی تھے لیکن باوجود نیکی کے انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا یہ ایک علیحدہ مضمون ہے لیکن بہرحال یہ فیصلہ غلط تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نہ حکم اس غرض کے لئے مقرر تھے اور نہ ان کا یہ فیصلہ کسی قرآنی حکم پر ہے۔ منافق طبع باغیوں نے اس صورتِ حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور بحث ومباحثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے علیحدہ ہو گئے اور خوارج کہلائے۔ انہوں نے یہ مذہب نکالا کہ واجب الاطاعت خلیفہ کوئی نہیں بلکہ کثرتِ مسلمین کے فیصلے کے مطابق عمل ہوا کرے گا۔

خوارج نے تحکیم کو گناہ قرار دے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبہ اور خلافت سے معزولی کا مطالبہ کیا جس کے باعث 38 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوارج کے درمیان جنگِ نہروان ہوئی۔ خوارج نے بصرہ میں جتھا جمع کیا اور عبداللہ بن وہب کو اپنا امیر بنایا۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپؓ کی حاملہ بیوی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفیر تک کو شہید کیا۔ ایسی صورتِ حال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کا ارادہ ترک کر کے ان لوگوں کے مقابلے کا فیصلہ کیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج کو صلح کی پیشکش کی چنانچہ چار ہزار کے لشکر میں سے ایک سو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آملے اور ایک بڑی تعداد واپس لوٹ گئی۔ اس جنگ میں تمام خوارج مارے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر پینسٹھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا جس میں سے روایات کے مطابق سات آدمی شہید ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات آئندہ ہفتے جاری رہنے کا ذکر کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

(باقی صفحہ 28)

قسط نمبر13

دعوت الیٰ اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’ہمارے آقا سیدِ ولدِ آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں ظاہری علم سے آراستہ نہیں کیا گیا؟ اس میں ایک بہت بڑی حکمت تھی اور وہ یہ کہ پھر کبھی قیامت تک کوئی انسان یہ نہ کہہ سکے کہ میں کس طرح داعی الیٰ اللہ بن جاؤں مجھے تو ظاہری تعلیم حاصل نہیں۔ فرمایا جو سب دنیا کو علم سکھانے والا بنا اُس نے دعوت الیٰ اللہ کے سفر کا آغاز بغیر ظاہری تعلیم کے کیا تھا۔ صرف ایک صفت اس میں تھی کہ وہ اپنے رب سے پیار کرتا تھا اور اُس کا رب اُس سے پیار کرتا تھا۔ اس کے نتیجہ میں سارے علوم کے چشمے اُس پر کھولے گئے حالانکہ ظاہری علم کے زیور سے وہ آراستہ نہیں تھا۔

پس ایک یہ تعلیم بھی ہمیں اس میں مل گئی کہ یہ انتظار نہ کرو کہ تمہیں دنیاوی طور پر وہ علوم حاصل ہو جائیں جو دنیا کی نظر میں علوم کہلاتے ہیں بلکہ اگر کورے چٹے اَن پڑھ بھی ہو اور خدا سے محبت رکھتے ہو اور خدا کو پا لیتے ہو اور محسوس کرتے ہو کہ ایک رفیق مجھے مل چکا ہے جو ہمیشہ کا رفیق ہے جو سب رفیقوں سے بڑھ کر ہے تو پھر تم اس لائق ہو کہ دنیا کو اس خدا کی طرف بلاؤ اس سے زیادہ تمہیں کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو خدا خود وہ ضرورت پوری کر دے گا۔

غرض ان معنوں میں آپ کو داعی الیٰ اللہ بننا ہے اس لئے پہلے کتابوں کی طرف توجہ نہ کریں، پہلے اپنے رب کریم کی طرف توجہ کریں اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے تمام توجہ مبذول کریں۔‘‘

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد دوم، صفحہ 154-155)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

دنیا کے موجودہ مسائل کے حل کی طرف کسی کی توجہ نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کوئی بعید نہیں کہ اصل جنگ ہو جائے جو نہایت خوفناک جنگ ہوگی

یہ سال مبارک بادوں کا سال اس وقت بنے گا جب ہم لوگوں کو سمجھائیں، دنیا کو سمجھائیں

سالِ نو کے آغاز پر سربراہانِ مملکت اور جماعت احمدیہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زریں نصائح

(اسلام آباد یوکے، یکم جنوری 2021ء) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سال 2021ء کے آغاز پر اپنے خطبہ جمعہ میں دنیا کے سربراہانِ مملکت، عوام اور بالخصوص جماعت احمدیہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

موجودہ وبائی حالات کے پیشِ نظر اپنے خالق و مالک کی جانب سے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں دنیا کو سنگین نتائج بھگتنے پڑ سکتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت کے لئے، دنیا کے لئے، انسانیت کے لئے بابرکت ہو۔ ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے والے ہوں۔ اور دنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کاش کہ ہم اور دنیا کے تمام لوگ اس اہم نکتہ کو سمجھ جائیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔

گزشتہ ایک سال سے ہم ایک نہایت خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں، کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس وبا سے باہر نہیں ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ دنیا کی اکثریت اس بات کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی کہ کہیں یہ وبا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اپنے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہ ہو۔ یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلانا چاہتا ہے، بتانا چاہتا ہے، توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس طرف کسی کی سوچ نہیں۔''

☆ حضور انور نے موجودہ وبائی حالات کے پیش نظر بعض سربراہانِ مملکت کو لکھے جانے والے خطوط پر ان کی طرف سے موصولہ جوابات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''چند ماہ پہلے میں نے بہت سے سربراہان حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے خطوط لکھے تھے اور کووڈ کے حوالہ سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کے حوالہ سے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لئے توجہ کریں۔ بعض سربراہان نے جواب بھی دیئے۔ لیکن ان کے دنیاداری والے جواب تھے کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ (دنیا کی نظر سے اُبالی باتیں کیں۔ دین والی بات نہیں کی۔ خدا کا بہت بڑا خانہ جو بیچ میں تھا، میں نے بیان کیا تھا، اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔) اور ضرور ایسا ہونا چاہئے۔ لیکن نہ یہ لوگ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف عملی قدم اٹھانا چاہتے ہیں نہ قوم کے ہمدرد بن کر قوم کو اصل مقصد کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ اس وبا کے بعد کے اثرات بہت خطرناک ہوں گے۔ یہ دنیا کے ہر لیڈر کو پتہ ہے۔ ہر عقلمند انسان کو پتہ ہے۔ ہر تجزیہ نگار کو یہ بات پتہ ہے لیکن اس کے باوجود اصل حل کی طرف توجہ نہیں ہے۔ صرف دنیا کی جو کوششیں ہیں اُسی کی طرف توجہ ہے۔''

☆ حضور انور نے وبائی حالات میں پیدا ہونے والے معاشی بحران کو محض دنیادارانہ طریق پر حل کرنے کے خوفناک نتائج سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اس بیماری سے معاشی لحاظ سے نہ صرف انفرادی طور پر ہر فرد کمزور ہو رہا ہے۔ صحت کے لحاظ سے جو متاثرین ہیں وہ تو ہو رہے ہیں لیکن عمومی طور پر ہر ایک معاشی لحاظ سے بھی متاثر ہو رہا ہے۔ بلکہ بڑی بڑی امیر حکومتوں کی معیشتوں کی بھی کمریں ٹوٹ رہی ہیں۔ دنیا داروں کے پاس اس کا صرف ایک حل ہے کہ جب ایسی صورت حال ہو جائے گی، جب معیشت تباہ ہو جائے گی تو دوسرے چھوٹے ملکوں کی معیشتوں پر قبضہ کیا جائے۔ ان کو کسی طرح اپنے جال میں پھنسایا جائے، اپنے دام میں لایا جائے اور پھر بہانے بہانے سے ان کی دولتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اس کے لئے بلاک بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ سرد جنگ دوبارہ شروع ہو جائے گی۔ اور اب کہا جانے لگا ہے کہ ایک طرح سے شروع ہو گئی ہے۔ اور کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہو جائے جو نہایت خوفناک جنگ ہوگی۔ پھر یہ لوگ ایک اور گہرے کوئیں میں گر جائیں گے۔ غریب ملک تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں، امیر ملکوں کے عوام بھی پسیں گے اور بڑی خوفناک حد تک پسیں گے۔''

☆ حضور انور نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس صورتِ حال میں اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''پس اس سے پہلے کہ دنیا اس حالت کو پہنچے، ہمیں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے دنیا کو ہوشیار کرنا چاہئے۔ پس یہ سال مبارکبادوں کا سال اس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اس نہج پر ادا کرنے والے ہوں گے کہ لوگوں کو سمجھائیں، دنیا کو سمجھائیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کرنے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ ہم جو زمانہ کے امام مسیح موعود اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں۔ کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق

ادا کرنے کے ساتھ خالصتاً اللہ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہیں۔ یا ابھی ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور ایک دوسرے سے پیار و محبت کے جذبات کو غیر معمولی معیاروں تک لانے کی ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے۔ اور اس کے سرانجام دینے کے لئے پہلے اپنے اندر، اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرہ میں، پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں اور پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے، جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا۔ تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ اور تبھی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بچہ اور بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔'' آمین

☆ حضور انور نے الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''آج کل پاکستان کے احمدیوں کے لئے اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی طرف بھی میں توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کو اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔ پاکستان میں بعض جگہ بعض مولوی اور سرکاری اہلکار ظلموں پر اترے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ناقابلِ اصلاح لوگوں کی جلد پکڑ کے سامان کرے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کن کی اصلاح ہونی ہے اور کن کی نہیں ہونی۔ جن کی نہیں ہونی تو پھر ان کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ توہین رسالت کے جس قانون کے تحت یہ لوگ احمدیوں پر ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احمدیوں کی اپنی تربیت کے لئے جو بھی ہمارے بعض ذرائع ہیں، ہر ذریعہ پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ جلد ان سے دور فرمائے اور ہمیں ان سے نجات دلائے۔ اصل میں تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو یہ بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ احمدی تو ناموس رسالت ﷺ کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ آج دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لانے والے سب سے زیادہ کام بلکہ حقیقی کام احمدی کر رہے ہیں۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ اگر کوئی یہ کام کر رہا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔ پس یہ دنیادار دنیاوی حکومت اور دولت کے بل بوتے پر ہم پر ظلم تو کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو نِعم المولیٰ و نِعم النصیر ہے۔ وہ خدا ہے جو نِعم المولیٰ اور نِعم النصیر ہے۔ یقیناً اس کی مدد آتی ہے اور ضرور آتی ہے۔ اور اس وقت جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آتی ہے پھر ان دنیاداروں اور اپنے زعم میں طاقت اور ثروت رکھنے والے جو لوگ ہیں، ان کی خاک بھی نظر نہیں آتی۔ پس ہمارا کام ہے کہ دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں۔ اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کامیاب ہیں۔

الجزائر کے بارہ میں میں نے کہا تھا کہ سب کو بری کر دیا گیا ہے۔ وہاں ایک کورٹ میں، ایک عدالت میں سب کو بری کیا تھا۔ دوسرے نے بھی معمولی جرمانہ کر کے تقریباً ساروں کو فارغ کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہاں ابھی کچھ لوگ ہیں جو جیل میں اسیر ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں کہ ان کی جلد رہائی کے سامان ہوں۔ پاکستان کے اسیروں کی رہائی کے لئے بھی دعا کریں۔ ہماری خوشیاں چاہے وہ سال کے شروع کی ہوں یا عید کی، اصل تو اس وقت ہوں گی جب ہم دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا لہرانے والے بنیں گے جسے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آئے تھے۔ خوشیاں اسی وقت ہوں گی جب انسانیت انسانی قدروں کو پہچاننے والی بنے گی، جب آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی کے سامان بھی ہمیں جلد پہنچائے۔ مسلم امہ کو بھی عقل دے کہ وہ آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو مان لیں۔ دنیا کو بھی عقل دے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ سال ہر احمدی کے لئے، ہر انسان کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے اور جو کوتاہیاں اور کمیاں گذشتہ سالوں میں ہم سے ہو گئیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنیں یا ہمیں بعض انعاموں سے محروم رکھنے کا باعث بنیں، ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور اپنے انعاموں کا اور فضلوں کا وارث بنائے اور ہم حقیقی مومن بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 5 جنوری 2021ء)

خدا کے واسطے مسلم ذرا تو ہوش میں آ

منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

نہ مے رہے نہ رہے خم نہ یہ سبو باقی
بس ایک دل میں رہے تیری آرزو باقی
پڑی ہے کیسی مصیبت یہ غنچۂ دیں پر
رہی وہ شکل و شباہت نہ رنگ و بو باقی
کہاں وہ مجلسِ عیش و طرب وہ راز و نیاز
بس اب تو رہ گئی ہے ایک گفتگو باقی
جو پوچھ لو کبھی اتنا کہ آرزو کیا ہے
رہے نہ دل میں مرے کوئی آرزو باقی
ملا ہوں خاک میں باقی رہا نہیں کچھ بھی
مگر ہے دل میں مرے ان کی جستجو باقی
وہ گاؤں گا تری تعریف میں ترانہ حمد
رہے گا ساز ہی باقی نہ پھر گلو باقی
گیا ہوں سوکھ غمِ ملتِ محمدؐ میں
رہا نہیں ہے مرے جسم میں لہو باقی
قرونِ اولیٰ کے مسلم کا نام باقی ہے
نہ اس کے کام ہیں باقی نہ اس کی خو باقی
خدا کے واسطے مسلم ذرا تو ہوش میں آ
نہیں تو تیری رہے گی نہ آبرو باقی
شکائتیں تھیں ہزاروں بھری پڑی دل میں
رہی نہ ایک بھی پر ان کے روبرو باقی

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 27 اگست 1913ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حقانیتِ خلافت کے زندہ نشان

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

قرآنِ کریم میں امّت کے جس دَورِ آخرین کا ذکر ہے وہ اسلام کی تجلّیٔ احمدیت کا دَور ہے۔اس دَور میں مسیحِ موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایمان کو ثریّا سے زمین پر لایا گیا۔ چنانچہ اس دَور میں جماعتِ احمدیہ نے ہرسمت اللہ تعالیٰ پر ایمان راسخ کرنے والے بے شمار اَنفسی و آفاقی جلوے مشاہدہ کئے۔

ان ایمانی تجلّیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آئندہ ہونے والے خلیفہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے کئی لوگوں کو رؤیا و کشوف کے ذریعہ مطلع فرمایا۔اس کی ایک غیر معمولی اور ناقابلِ فراموش مثال یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے بعد قائم ہونے والے خلیفہ کا گو اپنی زندگی کے آخری دَور میں نام بھی تحریر کردیا تھا مگر اس سے بھی ایک عرصہ پہلے ایک عجیب طرز پر نشاندہی بھی فرمائی تھی۔ جس کو لازماً اس دَور کے اصحابِ ایمان و بصیرت تو واضح طور پر سمجھ گئے تھے۔مگر جن کے لئے ابتلاء مقدّر تھا وہ اپنے ابتلا میں سرگرداں رہے اور اس ’’خاص مصلحت اور خالص بھلائی‘‘ سے نہ تو راہنمائی پا سکے نہ فائدہ اٹھا سکے۔وہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 14؍جنوری 1910ء کو اپنے خطبۂ جمعہ میں تصوّف کا مضمون بیان فرمایا ۔ آپؓ نے وہ مضمون بیان فرماتے ہوئے اچانک یہ بات کہہ کے خطبہ ختم فرمادیا کہ:

’’ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ان کے ساتھ مجھے بہت محبّت ہے۔78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔‘‘

(خطباتِ نورؓ۔نظارت اشاعت قادیان،2003ء،صفحہ 453)

اس میں ’’خاص مصلحت اور خالص بھلائی‘‘ کیا تھی؟ غور فرمائیں ۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمدؓ کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؓ سے محبّت بھی بہت تھی۔ پھر دیکھیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمدؓ کی ولادت باسعادت 12؍جنوری 1889ء کو ہوئی۔جنوری 1910ء میں اس خطبہ کے وقت آپؓ کی عمر عین 22 سال تھی۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے خطبہ میں حضرت خواجہ سلیمانؒ کی 22 سال کی عمر کا ذکر کرنا ایک واضح اشارہ تھا۔ پھر 78 برس تک ان کا خلافت کرنا ،ایک حیرت انگیز اظہار تھا جو سوائے خاص مصلحتِ الٰہی اور علمِ الٰہی کے ممکن نہ تھا۔کیونکہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی اتنی ہی عمر تک خلافت کی۔آپؓ کی عمر شمسی لحاظ سے 76 سال 8 ماہ اور 27 دن تھی جب کہ قمری اعتبار سے پورے 78 سال بنتی تھی۔یہ ایسی بات تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1910ء میں کہی مگر آگے جا کر خدا تعالیٰ نے اسے 1965ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 78 سال عمر دے کر ظاہر اور ثابت فرمائی۔پس یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ جسے وہ چاہتا ہے اپنا خلیفہ بناتا ہے اور اس نے جس کو خلیفہ قائم کرنا ہوتا ہے، اس کی خوشبو خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے چار سو اور ہر سُو بکھیر دیتا ہے۔

حیاتِ نورؓ صفحہ 403 پر لکھا ہے کہ:

’’جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فتوحات کے وعدے کئے تھے لیکن قوم کی نافرمانی کی وجہ سے وہ چالیس برس پیچھے ڈال دیئے گئے۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ پورے ہوں۔لیکن افسوس ہے کہ تم لوگوں کی گستاخیوں کی وجہ سے ان میں التوا ہو رہا ہے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کے وقت ان وعدوں کے پورا ہونے کا زمانہ چالیس برس پیچھے ڈال دیا گیا ہے اسی طرح تمہاری گستاخیوں کی وجہ سے احمدیت کی فتوحات کا زمانہ بھی پیچھے ڈال دیا گیا۔لیکن آج سے تیس سال بعد مظہر قدرتِ ثانیہ ظاہر ہوگا اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس بندہ کے ذریعہ اس بند کئے ہوئے دروازہ کو کھولنے کے سامان کردے گا۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معیّن الفاظ یہ تھے کہ ’’تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجدّد یعنی موعود (قدرت ثانیہ) ظاہر ہوگا‘‘ (حیاتِ نورؓ ،صفحہ 404)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسمبر 1912ء میں پیشگوئی پر مبنی یہ الفاظ بیان فرمائے۔یعنی 1912ء تو گزر گیا اور 1943ء تک تیس سال پورے ہوگئے۔اس کے معاً بعد 1944ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے موعود خلیفہ، مصلح موعود اور پسرِ موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے 1944ء میں عالمِ رؤیا میں جو حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے الفاظ جاری فرمائے، یہ تھے:

’’ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان۔یکم فروری 1944ء)

کہ میں مسیح موعود ہوں،اس کا مثیل ہوں اور اس کا خلیفہ ہوں۔پھر عالمِ رؤیا ہی میں اس کیفیّت اور حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

’’میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلہٗ میں اس کا نظیر ہوں وخلیفتہ ‘اور اس کا خلیفہ ہوں۔یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیحِ موعود ہی

ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لے گا، وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔''

(روزنامہ الفضل قادیان، یکم فروری 1944ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسبِ ذیل تحریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر جاری ہونے والے الفاظ'' أَنَا لْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِيْلُهٗ وَ خَلِيْفَتُهٗ '' کی حقانیت کو کھول دیتے ہیں کہ خلیفہ اپنے اندر ظلّی طور پر رسول کے کمالات رکھتا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔''

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد6 صفحہ 353)

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلّی طور پر مسیح موعود بھی تھے، آپؑ کے مثیل اور خلیفہ بھی۔ یہ اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کی حقانیت کے زندہ نشان تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کی حقانیت کے زندہ نشان تھے، اس کا دوسرا ثبوت وہ واقعہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جماعت میں سب سے بڑا سوال یعنی خلیفۂ ثانی کے انتخاب کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ اس وقت مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب (جو بعد میں لاہوری جماعت کے امیر بنے) یہ کوشش کرنے لگے کہ فی الحال جماعت کسی ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع نہ ہو بلکہ کچھ عرصہ انتظار کرلیا جائے اور جب جماعت اچھی طرح سوچ لے تو پھر اس بارہ میں کوئی اقدام کیا جائے۔ اس بارہ میں وہ اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کے ایّام میں ہی تگ ودَو کرتے رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے انجمن کو جماعت کا نگران بنانے کی کوشش میں تھے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی تشریح بھی کچھ ایسے طور پر کرنے لگے تھے کہ جس سے وہ انجمن کو صرف جماعت پر ہی نہیں بلکہ امامِ جماعت پر بھی نگران اور حکمران بنانے کی کوشش میں تھے۔ چونکہ وہ صدر انجمن کے سیکرٹری تھے اس لئے ظاہر تھا کہ خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد وہ از خود ہی جماعت کے نگران متصوّر ہوسکتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ظاہر ہونے والی تجلّی کے لئے حالات کچھ ایسے ہوچکے تھے کہ انہیں یقین تھا کہ اگر یہ فیصلہ اب ہوا تو ان کے خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ خلیفہ کے انتخاب کو معرضِ تاخیر میں ڈال کر اپنے اقتدار کی راہ ہموار کرنی چاہئے۔ مگر یہ حقیقت ان سے اوجھل رہی کہ خدا تعالیٰ کے کاموں پر کسی کو اختیار نہیں ہوسکتا۔ اُس کی مرضی کے نفوذ میں کوئی روک نہیں بن سکتا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلِ بیت اور جماعت کی اکثریت، سب اس عقیدہ کے حامل تھے کہ جلد از جلد خلیفہ کا انتخاب ہو اور سنّت کے مطابق خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائے اور جماعت دوبارہ اسلام کے قانون کے مطابق ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اس ماحول اور ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ظہر کے بعد میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ بعض نے رائے دی کہ جن عقائد کو ہم حق سمجھتے ہیں، ان کی اشاعت کے لئے ہمیں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے۔ اور ضرور ہے کہ ایسا آدمی خلیفہ ہو جس سے ہمارے عقائد متفق ہوں۔ مگر میں نے سب کو سمجھایا کہ اصل بات جس کا اس وقت ہمیں خیال کرنا چاہئے وہ اتفاق ہے۔ خلیفہ کا ہونا ہمارے نزدیک مذہباً ضروری ہے۔ پس

☆ اگر وہ لوگ اس امر کو تسلیم کرلیں تو پھر مناسب یہی ہے کہ اوّل تو عام رائے لی جاوے۔

☆ اگر اس سے وہ اختلاف کریں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کرلیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو

☆ اور اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی جاوے اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہلِ بیت نے اس بات کو تسلیم کرلیا۔ یہ فیصلہ کرکے میں اپنے ذہن میں خوش تھا کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔...''

''میں باہر آیا تو مولوی محمد علی صاحب کا رقعہ مجھے ملا کہ کل والی گفتگو کے متعلق ہم پھر گفتگو کرنی چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بلوالیا۔ اس وقت میرے پاس مولوی سیّد محمد احسن صاحب، خان محمد علی صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدّین صاحب موجود تھے۔ مولوی صاحب بھی اپنے بعض احباب سمیت وہاں آگئے اور پھر کل کی بات شروع ہوئی۔ میں نے پھر اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے متعلق آپ بحث نہ کریں۔ صرف اس امر پر گفتگو ہو کہ خلیفہ کون ہو۔ اور وہ اس بات پر مصرّ تھے کہ نہیں۔ ابھی کچھ بھی نہ ہو۔ کچھ عرصہ تک انتظار کیا جاوے۔ سب جماعت غور کرے کہ کیا کرنا چاہئے۔ پھر جو متفقہ فیصلہ ہو اس پر عمل کیا جاوے۔ میرا جواب وہی کل والا تھا اور پھر میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ اگر پھر بھی اختلاف ہی رہے تو کیا ہوگا۔ اگر کثرت رائے سے فیصلہ ہونا ہے تو ابھی کیوں کثرت رائے پر فیصلہ نہ ہو۔ ... اس وقت جماعت کو تفرقہ سے بچانے کی فکر ہونی چاہئے۔ جب سلسلہ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا اور باہر بہت شور ہونے لگا اور جماعت کے حاضر الوقت اصحاب اس قدر جوش میں آگئے کہ دروازہ توڑے جانے کا خطرہ ہوگیا اور لوگوں نے زور دیا کہ اب ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ آپ لوگ کسی امر کو طے نہیں کرتے اور جماعت اس وقت بغیر کسی رئیس کے ہے۔ تو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ بہتر ہے کہ باہر چل کر جو لوگ موجود ہیں ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ آپ یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کسے منتخب کریں گے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ نہیں میں تو فیصلہ کرچکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔ مگر اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا رائے ہے یعنی وہ آپ کو خلیفہ مقرر کریں گے۔ اس پر میں اتفاق سے مایوس ہوگیا اور میں نے سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہے۔ کیونکہ باوجود اس فیصلہ کے جو میں اپنے دل میں کرچکا تھا میں نے دیکھا کہ یہ لوگ صلح کی طرف نہیں آتے اور مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت خلافت سے بوجہ خلافت کے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کے خیال میں جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر آمادہ تھے۔''

(حیات نورؓ۔ پنجاب پریس وطن بلڈنگ لاہور، 1963ء صفحہ 728-730)

اس واقعہ کی تفصیل حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''خلافتِ راشدہ'' (انوار العلوم۔ جلد 15 صفحہ 497 تا 501) میں اور اپنی تصنیف ''اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات''

(مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ کے صفحہ 122 تا 124) اور اپنے درس القرآن میں بھی بیان فرمائی ہے۔

یہ واقعہ تاریخ اسلام کا اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے، جو واقعاتی اور عملی لحاظ سے ایک ناقابلِ تردید اور قطعی دلیل مہیّا کرتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافتِ راشدہ کی حقانیت کے جلیل القدر نشان تھے۔

مولوی محمد علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ہی جماعت کے انتظام وانصرام و اختیار و اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لینے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے تھے اور ایک مسلسل مہم کے طور پر اپنے اخبار ''پیغام'' کے ذریعہ اور اشتہارات اور ٹریکٹوں کی اشاعت کے ساتھ مسلسل جدّ وجہد میں تھے کہ کسی طرح خلیفۂ وقت انجمن کے تحت ہو جائے۔ یعنی وہ ان کے دفتر کے ماتحت ہو اور اصل اقتدار انجمن کا یعنی ان کا اپنا ہو۔ اسی کے لئے وہ خلافتِ ثانیہ کے انتخاب میں تأخیر کے لئے کوشاں تھے تا کہ جماعت کچھ عرصہ تک انجمن کے انتظام کے تحت رہنے کی عادی ہو جائے گی تو پھر خلیفہ کے انتخاب کی ضرورت نہ رہے گی لہٰذا جماعت پر ان کا اقتدار قائم ہو جائے گا۔ اس خواب کی تعبیر کے ظہور کا اگر کوئی مناسب وقت تھا تو یہی تھا۔ یہ انتہائی وقتِ عروج تھا اس اقتدار پر قبضہ کا۔ مگر عین اس وقت جب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کو خلیفہ بن جانے اور خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی پیشکش کرتے ہیں تو وہی مولوی محمد علی صاحب اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

اگر وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس پیشکش کو قبول کر لیتے تو انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر اور جدّ وجہد کی منزل مل جاتی اور وہ جماعت احمدیہ کے امام بن جاتے۔ لیکن ایک حتمی اور عین فیصلہ کن گھڑی میں مولوی محمد علی صاحب کا جماعت کا امام بننے سے پہلوتہی کر جانا خدا تعالیٰ کے اس تصرّف کی پختہ ترین دلیل ہے جو خدا تعالیٰ خاص حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کر رہا تھا۔ اس مصلح موعود کے لئے، جس کی تقدیر کو وہ اپنے پاک نبی ﷺ کی زبانِ مبارک سے ادا کروا چکا تھا اور اپنے پاک مسیحؑ کو واضح طور پر اس کے نشان عطا کر چکا تھا۔ اس نوشتۂ تقدیر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب تو کیا ساری دنیا بھی ٹکرانا چاہتی تو پاش پاش ہو جاتی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہے تو وہ اب میرے مقابلہ میں اُٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اس کو ذلیل اور رسوا کرے گا بلکہ اسے ہی نہیں اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا۔ اور ہر ایک جو میرے خلاف مقابلہ میں اُٹھے گا گرایا جائے گا، جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل و رسوا ہو گا۔''

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 592)

آپؓ نے صرف اپنے بارہ میں ہی نہیں بلکہ خلافت کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو بھی یہی بشارت دی کہ:

''میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو ... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔''

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ، صفحہ 18 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ امریکہ کے قید ہو جانے کا علم ہونے پر اعلان فرمایا تھا:

''امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادّی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہو گی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 15/اپریل 1920ء)

قارئین کرام!

دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اس موعود وجود کی زبان سے اپنی ایک تقدیر کا اظہار فرماتا ہے اور پھر 83 سال بعد امریکہ کے ہمسایہ ملک کینیڈا میں مبلغ تیار کرنے والا ادارہ جامعہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک اس جامعہ سے فارغ التحصیل 23 مبلغ صرف ملکِ امریکہ میں خدمت وتبلیغ دین کا فریضہ سرانجام پا رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کی حقانیت کے زندہ نشان ہونے کے یہ تین واقعاتی ثبوت تھے۔ باقی جہاں تک آپؓ کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے تجدیدی اور انقلابی کارناموں کا ذکر ہے تو آپؓ نے علمی، روحانی، تنظیمی و انتظامی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، زندگی کے ہر عملی پہلو اور ضرورت کے لحاظ سے جماعت فتوحات اور غلبہ کے راستوں پر رواں دواں کر دیا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔ اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقت ور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متّحد ہو جائیں۔ پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزّت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔ ...

میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ اور اسلام کی عزّت کے قیام میں اور دوبارہ اسلام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گزشتہ یا آئندہ کاموں کا ان شاء اللہ بہت کچھ حصّہ ہو گا۔

(باقی صفحہ 28)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیتِ دعا کے بعض ایمان افروز واقعات

مکرم محمود احمد ملک صاحب، ایڈیٹر انصار الدین لندن

"وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 101)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے خاص نشان طلب کرنے پر اپنے رب کے حضور توجہ کی اور اس مقصد کے لئے الٰہی اشارہ پر خاص طور پر ہوشیار پور کا سفر بھی اختیار فرمایا اور وہاں چلہ کشی فرمائی اور خصوصی دعاؤں میں وقت گزارا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپؑ کو ایک ایسے فرزند کی بشارت عطا فرمائی جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عاجزانہ دعاؤں کا زندہ اعجاز تھا بلکہ اس موعود فرزند کی اپنی زندگی بھی قبولیتِ دعا کے نشانات اور تعلق باللہ کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعاؤں کی قبولیت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت، صفحہ 32)

چنانچہ قبولیتِ دعا کے اعجازی نشانات ہر دورِ خلافت میں ایک نمایاں شان کے ساتھ ظاہر ہوتے رہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کے بھی بے شمار ایسے واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں جب دنیاوی حالات کے نامساعد ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے بندے کی تضرعات کو سنا اور قبولیت کا شرف عطا کیا اور اس طرح نہ صرف خلافتِ حقہ کے لئے اپنی تائید و نصرت کا ثبوت مہیا فرما دیا بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان مضمون پر بھی مہر صداقت ثبت کر دی جس کے ہر ہر لفظ میں خدا خود بولتا ہوا نظر آتا ہے۔

ایک ایسا واقعہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبولیت بخشی، یوں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت چوہدری اسداللہ خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور 1928ء میں حصولِ تعلیم کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے لیکن ماحول کے فرق کی وجہ سے طبیعت اس قدر بوجھل ہوئی کہ واپسی کی سیٹ بک کروالی اور حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی سرزنش بھی آپ کے ارادہ کو تبدیل نہ کرسکی۔ لیکن روانگی سے چند روز قبل جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ پیغام پہنچا کہ اگر تعلیم حاصل کئے بغیر آ گئے تو میں ناراض ہو جاؤں گا تو دل کی کایا پلٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 3 سالہ کورس 2 سال میں مکمل کرلیا۔

حضرت چوہدری اسداللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ کمرۂ امتحان سے باہر آکر جب میں نے دوسرے طلباء کے ساتھ جوابات کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ میرا پرچہ اچھا نہیں ہوا چنانچہ میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؓ نے جواباً فرمایا۔ "میں دعا کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور کامیاب فرمائے گا۔" محترم چوہدری صاحب نے حضورؓ کا یہ جواب نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی اپنے دوستوں کو دکھا دیا چنانچہ جب نتیجہ نکلا تو آپ کے نمبر سب دوستوں میں زیادہ تھے۔

محترم چوہدری اسداللہ خاں صاحب اپنے ایک مضمون میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت کے واقعات بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ تقسیم ملک سے چند سال پہلے میں شدید بیمار ہوگیا اور پیشاب کی جگہ خون کے اخراج سے اس قدر کمزوری ہوگئی کہ پہلو بدلنا بھی ممکن نہ رہا۔ ایک دن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا۔ "آپ کا جلسہ پر جانے کو تو جی چاہتا ہوگا؟" میں نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا۔ "وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر جانا نہ چاہے۔" اس پر حضورؓ نے اپنی مبارک آنکھیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور حضور کی گردن سے نہایت خوبصورت سرخی چہرہ کی طرف بڑھنی شروع ہوئی کہ حضورؓ کا چہرہ، گردن، پیشانی اور کان سرخ، خوبصورت اور چمکدار ہوگئے۔ حضورؓ نے شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "آپ ان شاء اللہ ضرور جلسہ پر آئیں گے۔" تھوڑی دیر کے بعد جب حضورؓ تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی۔ اس کے بعد میں تیزی سے روبہ صحت ہوا اور جلسہ سے تین چار روز قبل ہی قادیان میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیتِ دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ ڈھاکہ کے محترم فیض عالم صاحب کا بیان کردہ ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کی اہلیہ ایک لاعلاج نسوانی مرض میں مبتلا تھیں اور ہر قسم کے علاج کے باوجود مرض بڑھتا ہی جا رہا تھا حتیٰ کہ زندگی سے بھی مایوسی ہوگئی۔ آخر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ کر حالات عرض کئے تو حضورؓ نے جواباً تحریر فرمایا۔ "اچھی ہو جائے گی۔" اسی دوران ان کی اہلیہ نے بھی خواب میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "دعا کو دوا کے طور پر استعمال کرتی جاؤ۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے (ڈاکٹروں کے نزدیک ایک لاعلاج بیماری سے) انہیں کامل صحت ہوگئی اور اولاد بھی عطا ہوئی۔

جس طرح خلیفۂ وقت کا وجود زمین کے کسی خاص حصے سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ساری دنیا کے لئے برکات اور فیوض کا منبع ہوتا ہے اسی طرح خلیفۂ وقت کی دعائیں بھی ساری دنیا کے انسانوں کے لئے یکساں شرف قبولیت پاتی نظر آتی ہیں۔

مصر کے ایک مخلص احمدی محترم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب 1938ء میں 40 روز کے لئے قادیان آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں دس بارہ سال سے شادی شدہ ہونے کے باوجود اولاد سے محروم ہوں۔ حضورؓ نے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور جب کچھ روز بعد آفندی صاحب دوبارہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا۔ "میں

نے آپ کے لئے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا کرے گا۔‘‘

کچھ عرصہ قادیان میں مزید قیام کے بعد آفندی صاحب واپس مصر چلے گئے تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلاد عربیہ کے پہلے مربی سلسلہ کے نام پر ’جلال الدین‘ رکھا گیا۔ پھر دوسرا لڑکا ’شمس الدین‘ اور ایک لڑکی عائشہ پیدا ہوئی۔ عزیزم جلال الدین جو خدام الاحمدیہ قاہرہ کے سیکرٹری اور ملک کے ایک قابلِ فخر وجود بھی تھے۔ صرف 22 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور اس قومی نقصان پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے بھی اپنا تعزیتی پیغام بھجوایا تھا۔ گویا دعا کی برکت سے نہ صرف اولاد عطا ہوئی بلکہ اپنے معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کرنے والی اولاد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیت دعا کی اسی شان کا ایک واقعہ محترم چودھری ظہور احمد صاحب مرحوم سابق ناظر دیوان یوں بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھاگی ننگل میں ایک شخص پچھمن سنگھ رہتا تھا جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز اس نے محترم چودھری صاحب کے والد حضرت منشی امام الدین صاحب سے کہا کہ میرے لئے حضرت صاحب (سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دعا کروائیں کہ خدا مجھے لڑکا دے دے، اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائے گی۔ حضرت منشی صاحبؓ نے قادیان آکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو حضورؓ نے فرمایا۔ ’’میں دعا کروں گا اور ان شاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہوگی۔‘‘ چنانچہ کچھ عرصے بعد اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو بعد میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والا اپنے گاؤں کا پہلا شخص بنا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ حیات اس قسم کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے جن کے پیچھے مضبوط تعلق باللہ اور خدا تعالیٰ کی خاص نصرت ظاہر ہوتی ہے۔

حضورؓ نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ’’جب چودھری فتح محمد صاحب ولایت سے آئے تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ان کی آنکھوں کو دیکھا اور بتایا کہ بائیں آنکھ کا بچنا تو قریباً محال ہے اور دائیں بھی خراب ہو رہی ہے۔ مجھے اس سے قلق پیدا ہوا کہ چودھری صاحب کام کے آدمی ہیں۔ میں نے دعا کی تو رات خواب میں ایک شخص نے کہا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے۔ صبح میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے معائنہ کرکے کہا کہ مرض ایک بٹا تین رہ گیا ہے۔‘‘ …

حضرت چودھری فتح محمد صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ اس سے پہلے میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہو گیا تھا اور ہر ایک دوا مضر پڑتی تھی لیکن حضورؓ کی دعا سے ہر ایک دوا مفید ہونے لگی اور اب اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہو گئی ہے۔

مذکورہ واقعہ میں کئی دیگر پہلوؤں کے علاوہ یہ بات بھی نمایاں ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت چودھری فتح محمد صاحب کے لئے دعا کرنے کے جذبے کی بنیادی وجہ حضرت چودھری صاحب کی خدماتِ دینیہ تھیں۔ پس یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے حصول اور ان کی قبولیت کو تیز تر کرنے کے لئے دعاؤں کے طالب شخص کا دینی خدمات کے لئے کمربستہ ہونا ایک اہم امر ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے ایک اور واقعہ تاریخ میں یوں محفوظ ہے کہ ’’ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کی موت کی خبر سرکاری طور پر آ گئی تھی۔ اس سے چند روز پہلے ان کے والدین یہاں آئے تھے اور بہت ضعیف تھے۔ … چونکہ موت کی خبر آ چکی تھی، دعا تو کیا ہوتی کرب ضرور ہوا۔ رات خواب میں دیکھا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے۔ دوسرے دن اس کا ذکر احباب سے کر دیا۔ چند روز بعد ڈاکٹر مطلوب خاں کا خط آ گیا کہ میرے متعلق غلط فہمی ہو گئی تھی، میں مرا نہیں تھا بلکہ دشمن مجھ کو پکڑ کر لے گئے تھے۔‘‘

مکرم عبدالمومن صاحب کے والد محترم نے جب احمدیت قبول کی تو آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور دینی مدرسہ سے اٹھوا کر گھر میں بند کر دیا گیا۔ جلد ہی آپ نے اپنے علاقے کو خیر باد کہہ دیا اور بہت تکالیف اٹھاتے ہوئے قادیان پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو وفات پا چکے ہیں۔ … لیکن اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے یہ تسلی بھی دی کہ اگر تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیکھ سکے تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو تو دیکھ لیا ہے۔ …

مکرم عبدالمومن صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی بار نومبر 49ء میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کرتے ہوئے کہ میں بحریہ میں سیلر (Sailor) ہوں، خدمتِ اقدس میں دعا کی درخواست کی۔ حضورؓ نے دریافت فرمایا۔ ’’پروموشن کہاں تک ہو سکتی ہے؟۔‘‘ عرض کیا۔ ’’لیفٹیننٹ کمانڈر تک‘‘ … ان دنوں بحریہ کی وسعت کے لحاظ سے ترقی بہت کم ملا کرتی تھی لیکن حضورؓ کی دعاؤں کی قبولیت کا یہ نشان تھا کہ آپ لیفٹیننٹ کمانڈر بن کر ریٹائرڈ ہوئے۔ …

مکرم عبدالمومن صاحب نے ایک اور مخلص احمدی محمد زین الدین صاحب سے براہ راست سنا ہوا ایک ایمان افروز واقعہ یوں بیان کیا کہ مکرم زین الدین صاحب سیلون کو ٹیکسٹائل برآمد کرنے کا کاروبار کرتے تھے۔ 1944ء میں جب آپ اپنا مال لے کر جنوبی ہندوستان کی ایک بندرگاہ تک پہنچے تو آپ کو یہ معلوم کرکے شدید صدمہ ہوا کہ مال بردار جہازوں کو جنگی مقاصد کے لئے طلب کر لیا گیا ہے اور سیلون کے لئے جہاز رانی بند ہو گئی ہے۔ اس اطلاع کا مطلب تھا کہ آپ کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا۔ آپ نے شدید پریشانی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے ٹیلی گرام ارسال کیا۔ اگلے روز بذریعہ ٹیلی گرام حضورؓ کا جواب موصول ہوا۔ ’’آپ کا سامان سیلون پہنچ چکا ہے۔‘‘ آپ فوراً بندرگاہ پہنچے اور اپنے سامان کی بابت معلوم کیا تو متعلقہ افسر نے بتایا کہ ایک جہاز جو سمندر میں تھا اور اس کا ہمیں علم نہیں تھا، وہ جیسے ہی بندرگاہ سے لگا، ہم نے سامان اس پر لاد دیا اور وہ اب سیلون پہنچ گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیت دعا کا ایک نشان اس وقت ظاہر ہوا جب قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصے بعد 48ء کے انتہائی کٹھن حالات میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ جو بطور ناظر اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے تھے، دل کے شدید حملے کا شکار ہوئے۔ یہ حملہ ایسا شدید تھا کہ ڈاکٹر زندگی سے ناامید ہو گئے۔ ایسے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رقت اور درد سے اللہ کے حضور دعاؤں میں مصروف تھے۔ حضرت نواب صاحبؓ کا دل ساقط ہو چکا تھا اور زندگی کے آثار تقریباً ختم ہو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں قبول کیں اور زندگی کی رو پھر سے چلنی شروع ہو گئی۔ ڈاکٹر کہتے تھے کہ ایسا دورۂ قلب ہم نے کتابوں میں تو پڑھا ہے لیکن اس کا مریض پہلی بار زندگی میں دیکھا ہے۔ چنانچہ اس دورے کے بعد ایک لمبا عرصہ تک حضرت نواب صاحبؓ کو خفیف حرکت کی اجازت بھی نہیں تھی۔ کئی بار حالت خطرناک ہوئی اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے دعاؤں سے نازک وقت ٹال دیا۔ حتی کہ کئی ماہ بعد آپؓ قدم اٹھانے کے قابل ہوئے اور پھر تیرہ سال تک معجزانہ طور پر صحت مند زندگی گزاری۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیتِ دعا کے اعجازی واقعات آپؓ کے تعلق باللہ کا عظیم الشان ثبوت ہیں۔ چنانچہ بے شمار ایسے واقعات بھی نظر آتے ہیں جب کسی نے حضورؓ کی خدمت میں کسی خاص مقصد کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ابھی خط لکھا ہی تھا یا لکھنے کا قصد ہی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائل

کی مشکلات دور ہونی شروع ہوگئیں۔

مکرم محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ لکھتے ہیں کہ 1930ء میں ان کا بچہ خونی پیچش سے ایسا بیمار ہوا کہ ڈاکٹر عاجز آگئے اور بچہ چند گھڑیوں کا مہمان دکھائی دینے لگا۔ تب میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے تار دیا اور اسی وقت سے بچے کو صحت ہونا شروع ہوگئی اور چند روز میں وہ بالکل تندرست ہوگیا۔

مکرم غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل قادیان کا بیان ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 31 دسمبر 1914ء کو میرا نکاح پڑھا۔ اس کے بعد کئی سال تک میرے ہاں اولاد نہ ہوئی اور نہ میں نے حضورؓ کو درخواستِ دعا کی کہ حضورؓ کو تو معلوم ہی ہے۔ لیکن 22 مئی 1922ء کو حضورؓ کا ایک مکتوب شائع ہوا جس میں درج تھا کہ:

1۔ انسان کو دعا پر مخفی طور پر یقین نہیں ہوتا، وہ خود تو بعض دفعہ دعا کرلیتا ہے مگر دوسرے کو کہتے ہوئے اباء کرتا ہے۔

2۔ کبھی دوسرے کو دعا کی تحریک مخفی تکبر کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔

3۔ کبھی شیطان اس کے متعلق دھوکہ دے دیتا ہے جس سے انسان دعا کروانا چاہتا ہے کہ میں ایسا مقبول نہیں کہ کوئی میرے لئے دعا کرے یا میں اس کے وقت کو کیوں ضائع کروں۔

4۔ شامتِ اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جس کو فوائد سے محروم رکھنا چاہے تو اس کی توجہ اس شخص سے پھیر دیتا ہے جس سے وہ اپنے مطلب کو حاصل کرسکتا ہے۔ ... اور اگر پہلے امور میں سے کوئی وجہ نہیں تو آخری ضرور ہے۔

مکرم غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خط پڑھ کر میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں شادی کے ساڑھے آٹھ برس بعد لڑکی سے نوازا۔

حضرت چودھری غلام حسین صاحب کا بیان ہے کہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے اکثر حالات جو ابھی سربستہ راز ہوتے ہیں حضرت صاحبؓ پر کھولے جاتے ہیں۔ ... میں نے ہر آڑے وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا اور جتنا جلد ہوسکا دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے اس محبوب کی ایسی خاطر منظور ہے کہ ادھر لفافہ لیٹر بکس میں گیا اور ادھر مشکل حل ہونی شروع ہوئی۔

خلافتِ احمدیہ کے ساتھ قبولیت دعا کا مضمون ہمیشہ نمایاں شان سے وابستہ رہا ہے اور دراصل یہ ایک ایسا دوہرا رشتہ ہے کہ ایک طرف خلیفۂ وقت کی دعائیں مومنوں کے حق میں قبول کی جاتی ہیں تو دوسری طرف مومنوں کی دعائیں خلافت سے پختہ تعلق کی بنا پر پایۂ قبولیت کو پہنچتی ہیں۔

اس حقیقت کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا تھا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصبِ خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفۂ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ... اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ ان کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔27 جولائی 1982ء)

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا ادراک حاصل کرکے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرسکیں۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔20 فروری 1998ء)

اے فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابدؔ صاحب

اے فضل عمرؓ تیرے اوصافِ کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکر سخندانہ

ہر روز تو تجھ سے انسان نہیں لاتی
یہ گردش روزانہ یہ گردش دورانہ

ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں
سلطان بیاں تیرا انداز خطیبانہ

قدرت نے جنہیں بخشا اک نورِ یقیں محکم
ہائے وہ تیری آنکھیں وہ نرگس مستانہ

ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکرِ عظمت تو
قرآن کا شیدائی اور اللہ کا دیوانہ

اسلام کی مشعل کو دنیا میں کیا روشن
اور تو نے اجاگر کی سرگرمی فرزانہ

اے فضل عمرؓ پیارے اب حضرت ناصرؒ کو
قدرت نے عطا کی ہے اک شان امیرانہ

ہمدم جواں اب بھی ربوہ کی فضاؤں میں
وہ روح بزرگانہ وہ شفقت پدرانہ

اے فضل عمرؓ تیرے اوصافِ کریمانہ
یاد آکے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

(یہ نظم 20 فروری 1966ء کو کہی گئی تھی۔ پلکوں سے دستک از مبارک احمد عابدؔ صفحہ 40-41 سے لی گئی ہے۔)

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

(سورۃ المائدہ 5: 68)

اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مکرم مولانا محمد فاتح احمد ناصر صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ جرمنی

تعظیم واحترام کا بنیادی اسلامی اصول

تعظیم واحترام اسلام کے اولین اصول وضوابط میں سے ہے۔ جو جس قدر لائق تعظیم ہے قرآن اسی قدر اس کے قدر مراتب کا حکم دیتا ہے۔ جہاں ہم انسانوں پر خدائے تعالیٰ کی تعظیم وتوقیر فرض ہے وہیں خدا نما ہستیوں یعنی تمام انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر بھی ہمارا جزو ایمان ہے۔ اور پھر سلسلہ انبیاء میں بھی سب سے بڑھ کر سید المرسلین ﷺ کی تعظیم کا قرآن کریم میں حکم ربانی ہر ایک انسان کے لیے راہ نجات ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ

(سورۃ الفتح 10:48)

ترجمہ: اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو۔

یعنی تمام انسانوں پر فرض ہے کہ نہ صرف اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں بلکہ حضور ﷺ کے ہر مستند قول وفعل اور ہر مستند سنت و حدیث کو عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اپنے ہر فعل میں حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ان کی عظمت کا ثبوت پیش کریں اور اپنے ہر قول میں بھی آپ کی ذات والا صفات کے لیے ایسے باوزن، باادب اور محترم الفاظ کا استعمال کریں جن میں کسی طرح کی توہین کا شائبہ تک بھی نہ ہو۔ تمام حرکات رذیلہ اور افعال شنیعہ سے مجتنب رہیں نیز نہ ہی وہ الفاظ اور جملے استعمال کئے جائیں جن میں کسی طرح کی بھی گستاخی رسول ﷺ یا احکامات خداوندی و فرمودات رسول سے روگردانی ظاہر ہوتی ہو۔

نبی کریم ﷺ کی شانِ عظیم

اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ حضرت محمد ﷺ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم اور انسان کامل اور تمام اولین وآخرین کے سردار ہیں۔ دنیا کی ابتداء سے لے کر اس کے اخیر تک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا کوئی وجود نہ پیدا ہوا، اور نہ ہوگا۔ صحفِ سابقہ بھی آپؐ کی عظمت و خوبیوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے اور تمام پاکباز اور فرشتے حضور ﷺ کی حمد کے گیت گاتے ہیں بلکہ خود خداوند کریم نے صرف آپؐ کے ذکر کو بلند کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ:

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ　(سورۃ الم نشرح 5:94)

یعنی ہم نے آپؐ کے ذکر کو رفعت وسربلندی سے ہمکنار کر دیا۔

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی اور فرشتوں کی مثال دیتے ہوئے تمام انسانوں کو حکم دیتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(سورۃ الاحزاب 57:33)

یعنی آپ وہ ہیں کہ جن پر اللہ اور اس کے ملائکہ بھی درود وسلام بھیجتے ہیں پس اے مومنو تمہارے لئے بھی ایک ضروری حکم یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ سے اپنی زبانوں کو ہمیشہ تر رکھنا اور درود وسلام اپنا شیوہ بنانا۔

آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اپنی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ کسی نے کیا خوب لکھا ہے:

محمد عربی بادشاہ ہر دوسرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 302)

معرکۂ حق وباطل

ہم جانتے ہیں کہ حق وکفر کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہی دشمن آپؐ کو بدنام کرنے کا کوئی حربہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور نہ ہی اب کوئی کمی چھوڑتے ہیں۔ چاہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا انتہائی گستاخ آریہ لیڈر لیکھرام ہو یا مشہور زمانہ عیسائی پادری عبد اللہ آتھم، چاہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں راج پال اور رنگیلا رسول جیسی بدنام زمانہ کتاب لکھنے والا اور ورتمان رسالہ ہو، یا حضرت رسول اکرم ﷺ اور ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا سلمان رشدی ہو، چاہے موجودہ زمانہ میں ڈنمارک کے گستاخانہ جرائد ہوں یا فرانس میں حضور پاکؐ کی شان میں مسلسل گستاخی کرنے والے رسائل اور حکومتی عہدیدار۔

غیرتِ رسول ﷺ جزوِ ایمان

لیکن ایسی صورت احوال میں جہاں ہم مسلمانوں کا غیرت رسول ﷺ کا بھرپور اظہار کرنا اولین فرض ہے، وہیں ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے عقل وہوش کے دامن کو تھامے ہوئے غیرت کا اظہار ایسے طریق پر کریں کہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان بڑھانے والے ہوں نہ کہ کسر شان کرنے والے۔

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی غیرت رسول کا عالی شان اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم ﷺ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن

کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ ان کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کرسکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔ پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجام کار دلوں کو فتح کرلیتے ہیں مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں۔ ... تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد23 صفحہ385-387)

حفاظتِ عصمت کا خدائی وعدہ

حضرت رسول اکرم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدہ 68:5)

یعنی اللہ تعالیٰ نہ صرف حضرت رسول اکرم ﷺ کی جان بلکہ عزت وعصمت کی حفاظت کو بھی اپنے ذمہ لیتے ہوئے اس کا وعدہ فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ کو بھی ایک موقع پر خطرہ لاحق ہوا لیکن اللہ نے بچالیا۔ قتل سے پہلے پہلے جو تکلیفیں ہیں وہ عصمت کے اندر داخل نہیں ہیں۔ اپنے بدارادوں سے نقصان تو پہنچا سکیں گے تجھے مار دینے کی قدرت نہیں پائیں گے۔ یہ بنتا ہے يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور باقی جو عصمت دوسری ہے معنوی وہ مضمون پھر وسیع ہو جاتا ہے۔ الزام تراشیاں ہیں اور گندہ بھیانک پروپیگنڈہ ہے۔ اس کو Character Assisination کہتے ہیں۔ تو وہ بھی دشمن کی طرف سے بڑے زور سے چلتا ہے۔ اور خصوصیت سے دعوت الی اللہ کرنے والے ان کے مظالم کے نشانہ بنتے ہیں۔ ... اس لئے يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ میں کردار کشی کا مضمون بھی داخل ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی کردار کشی آج تک جاری ہے۔ یہ سلمان رشدی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، یہ اتفاقاً نہیں ہوتے یہ پیدا کیے جاتے ہیں۔... آنحضرت ﷺ کے تعلق میں **یعصم** کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے جسمانی طور پر بھی ان کی بدنیتوں سے اس طرح بچائیں گے کہ تجھے یہ قتل کرنے میں ناکام ہوں گے، کوشش کریں گے لیکن اللہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ اور کردار کشی تیری کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا کرے گا کہ تیرا دفاع کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے اور اس کردار کشی کا مقابلہ کریں گے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ عصمت عطا فرماتا ہے اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔''

(ترجمۃ القرآن کلاس، کلاس نمبر70)

عصمتِ نبی ﷺ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُردرد مساعی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصمت نبی ﷺ کی حفاظت کے لئے جس پُردرد طریق سے مساعی فرمائی۔ اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''سرسید احمد خاں نے بھی اپنے زمانے میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کر دیا جنہوں نے اتنے لمبے عرصے تک دشمن کا مقابلہ کیا کہ آپ کی وفات پر دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ نے اسلام کا دفاع ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی مسلمان عالم نے اس طرح اسلام کا دفاع نہیں کیا۔ یہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا ہی کرشمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا کہ اس نے آپؐ کو بہر حال بچانا ہے۔ جب دشمن نے تلوار سے حملہ کیا تو اس نے اس کی تلوار کو کند کر دیا۔ (دشمن کی تلواریں ٹوٹ گئیں) اور جب اس نے تاریخ سے حملہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ایسے مسلمان کھڑے کر دیئے جنہوں نے تاریخی کتب کی چھان بین کرکے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا اور خود مخالفین کے بزرگوں کی تاریخیں کھول کر بتایا کہ وہ جو اعتراضات اسلام پر کر رہے ہیں وہ ان کے اپنے مذہب پر بھی پڑتے ہیں۔ اور جو حصہ قرآن کریم اور احادیث سے تعلق رکھتا تھا اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف کر دیا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 22 نومبر 1956ء)

حفاظتِ عصمت اور عشق رسول ﷺ کا صحیح طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان گستاخانہ خاکوں اور فلموں کی اشاعت، حکومتی عہدیداروں کی ان کی معاونت اور پھر ان کے متعلق توڑ پھوڑ، جلسے جلوس کی بجائے صحیح اور درست ردعمل کے لئے تمام مسلمانوں کی راہنمائی کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 10 فروری 2006ء میں فرماتے ہیں:

''ہمارا ردعمل ہمیشہ ایسا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے جس سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے۔ قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر ناپاک حملے دیکھ کر، بجائے تخریبی کارروائیاں کرنے کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگنے والے ہم بنتے ہیں۔ ... یہی اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھایا ہے کہ اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو سمجھاؤ۔ آنحضرت ﷺ کے محاسن بیان کرو، دنیا کو اُن خوبصورت اور روشن پہلوؤں سے آگاہ کرو جو دنیا کی نظر سے چھپے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا تو اللہ تعالیٰ ان کو ان حرکتوں سے باز رکھے یا پھر خود اُن کی پکڑ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے اپنے طریقے ہیں وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس طریقے سے کس کو پکڑنا ہے۔ ... بجائے صرف توڑ پھوڑ کے ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے، ہم دیکھیں ہمارے عمل کیا ہیں؟ ہمارے اندر خدا کا خوف کتنا ہے، اس کی عبادت کی طرف کتنی توجہ ہے، دینی احکامات پر عمل کرنے کی طرف کتنی توجہ ہے، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کی طرف کتنی توجہ ہے۔... میں نے جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی توجہ دلائی تھی کہ مضامین لکھیں، خطوط لکھیں، رابطے وسیع کریں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کی خوبیاں اور ان کے محاسن بیان کریں تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حسین پہلوؤں کو دنیا کو دکھانے کا سوال ہے، یہ توڑ پھوڑ سے تو نہیں حاصل ہوسکتا۔ اس لئے اگر ہر طبقے کے احمدی ہر ملک میں دوسرے پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمانوں کو بھی شامل کریں کہ تم بھی اس طرح پُرامن طور پر یہ ردعمل ظاہر کرو، اپنے رابطے بڑھاؤ اور لکھو تو ہر ملک میں ہر طبقے میں اتمام حجت ہو جائے گی اور پھر جو کرے گا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ... آنحضرت ﷺ کی ذات پر جب حملہ ہو تو وقتی جوش کی بجائے، جھنڈے جلانے کی بجائے، توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے، سفارت خانوں پر حملے کرنے کی بجائے اپنے عملوں کو درست کریں۔

(باقی صفحہ 28)

امتِ مسلمہ کے لئے دعا کی تازہ تحریک اور متحد رہنے کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 06 نومبر 2020ء کو خطبہ جمعہ کے آخر میں احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے لئے درج ذیل الفاظ میں متوجہ فرمایا:

’’اب میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ ہم اپنے لئے اور جماعت کے لئے تو دعائیں کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم دنیا کے بعض ممالک کے لیڈر بڑے بغض اور کینہ کے جذبات رکھتے ہیں اور ظاہر ہے لیڈر جو ہیں وہ اس جمہوری دور میں عوام کو خدا سمجھ کر ان کی خواہش کے مطابق اپنے بیان اور پالیسیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا خود ہی بعض دفعہ ان کو غلط رہنمائی کر کے اس طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، کہ خدا نہیں ہے بلکہ تم ہی سب کچھ ہو۔ جہاں کھل کر بیان نہیں بھی دیتے وہاں بھی دلوں میں اسلام کے خلاف نفرتیں اور تحفظات لئے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اور عوام الناس کا ایک بڑا حصہ بھی اسلام سے صحیح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ بہرحال ہم نے دعاؤں کے ساتھ کوشش کے ساتھ دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ گذشتہ دنوں کھل کر اگر کسی مغربی لیڈر کا بیان آیا ہے ویسے تو آتے رہتے ہیں کسی نہ کسی طرح فقرات لپٹے لپائے کچھ نہ کچھ سیاسی طور پر بیانات کر کے یا اس طرح گول مول سے الفاظ میں لیکن کھل کے کسی لیڈر کا بیان آیا تو وہ فرانس کا صدر تھا۔ اس نے اسلام کو کرائسس (crisis) کا شکار مذہب قرار دیا ہے۔ کرائسس (crisis) کا شکار تو اُن کا خود اپنا مذہب ہے، جس کو اگر ہے تو اوّل تو وہ مانتے ہی نہیں کسی مذہب کو عیسائیت کو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ کرائسس (crisis) کا شکار تو یہ ہے۔ اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ مذہب ہے اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے اور پھل پھول رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اس کی تبلیغ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اسلام کی مخالف قوتیں یا لوگ جو ہیں اس لئے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور بیان دیتے ہیں کہ انہیں پتا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایکا نہیں ہے۔ یہاں کینیڈا کے وزیر اعظم کو بہر حال میں تعریف کے رنگ میں ذکر کر دوں۔ انہوں نے فرانس کے صدر کے بیان پر بڑا اچھا بیان دیا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے اور ایک دوسرے کے جذبات کا، مذہبی جذبات کا اور مذہبی لیڈروں کا خیال رکھنا چاہئے۔ کاش کہ باقی دنیا کے لیڈر بھی وزیر اعظم کینیڈا کی سوچ اور بیان کو ذرا غور سے دیکھنے والے ہوں اور دنیا کے امن اور سکون کو قائم کرنے کے لئے اس پر عمل کریں۔ بہر حال یہ کینیڈا کے وزیر اعظم صاحب اس لحاظ سے قابل تعریف ہیں اور ہمیں ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مزید اُن کا سینہ کھولے۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایکا نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا ہر ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف ہے۔ فرقہ واریت نے باہر کی دنیا میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ہے۔ اگر دنیا کو پتا ہو کہ مسلمان ایک ہیں، ایک خدا اور ایک رسولؐ کے ماننے والے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں دینا جانتے ہیں تو غیر مسلم دنیا کی طرف سے کبھی ایسی حرکتیں نہ ہوں۔ کبھی کسی اخبار کو آنحضرت ﷺ کے خاکے چھاپنے کی جرأت نہ ہو۔ چند سال پہلے بھی جو خاکے چھپے تھے، ڈنمارک میں بھی اور فرانس میں بھی اسے وقتی شور مچا کر اور ان کی چیزوں کا بائیکاٹ کر کے، نہ خریدنے کا اعلان کر کے پھر خاموش ہو کر بیٹھ گئے، کچھ بھی نہیں ہوا۔ چند مہینوں کے بعد خاموشی ہو گئی۔ اس وقت بھی جماعت احمدیہ نے ہی صحیح ردّعمل دکھایا تھا اور ان کے سامنے آنحضرت ﷺ کی خوبصورت سیرت پیش کی تھی۔ جس کی بہت سے غیروں نے، پڑھے لکھے طبقے نے، لیڈروں نے، عوام الناس نے تعریف کی تھی اور پسند کیا تھا اور یہی کام ہم آج بھی کر رہے ہیں اور بتاتے ہیں کہ چند سر پھرے لوگوں کے اسلام کے نام پر غلط عمل کو اسلام کا نام نہ دو۔ کسی ملک کے صدر کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی شخص کے غلط عمل کو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے لئے کرائسس (crisis) کا نام دے کر پھر اپنے لوگوں کو مزید بھڑکایا جائے کہ ان کے خلاف ہماری یہ لڑائی ہے اور یہ لڑائی ہم جاری رکھیں گے۔ اس شخص کو غلط عمل پر بھڑکانے والے بھی تو یہ خود ہی ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بیان دیا تھا کہ یہ خاکے وغیرہ بنانا یا آنحضرت ﷺ کی توہین کسی رنگ میں کرنا کسی بھی غیرت مند مسلمان کو برداشت نہیں ہے۔ اور بعض مسلمانوں کے جذبات کو یہ حرکتیں بھڑکا سکتی ہیں اور بھڑکاتی ہیں اور اس سے خلافِ قانون پھر کوئی حرکت سرزد ہو جائے، اگر کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کے پھر ذمہ دار یہ غیر مسلم لوگ ہیں، یہ حکومتیں ہیں یا نام نہاد آزادی ہے، جس کو فریڈم آف ایکسپریشن (freedom of experssion) کا نام اظہار خیال کا نام دیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ غیر مسلم دنیا ہے جو ان کے جذبات بھڑکاتی ہے۔ میں نے اس وقت بھی جب پہلی دفعہ یہ معاملہ اٹھا تھا خطبات کے ایک سلسلہ میں صحیح ردّعمل کی وضاحت کی تھی کہ ہمیں کس طرح صحیح ردّعمل کرنا چاہئے اور کیا دکھانا چاہئے اور اس کا جیسا کہ میں نے بتایا کہ لوگوں پر اچھا اثر بھی ہوا تھا اور ابھی تک ہم مسلسل کئے جا رہے ہیں اس طریقے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پھر ہالینڈ کے سیاستدان نے ایک جو بیان دیا تھا تو اس وقت بھی ہالینڈ میں میں نے ایک خطبہ دیا تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تھا بلکہ اُس پر اس نے ہالینڈ کی حکومت کو درخواست بھی دی تھی کہ اس نے مجھے موت کی دھمکی دی ہے اور میرے خلاف اُس نے یہ ہالینڈ کی حکومت کو کہا تھا کہ اس کو یہاں آنا بین (ban) کیا جائے بلکہ اُس پہ مقدمہ چلایا جائے تو بہرحال ہم تو جہاں تک ہو سکتا ہے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اسلام اور آنحضرت ﷺ کے مقام کے خلاف ہونے والی ہر حرکت کا جواب دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے اور یہی حل پیش کرتے ہیں کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہمیں ہر قدم اٹھانا

چاہئے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے اور گذشتہ کئی خطبات میں یہ اس بات کی تحریک کر چکا ہوں اور باوجود ہمارے بارے میں غیر احمدی علماء کے سخت بیان کے ہم اسلام کے دفاع میں اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں اپنا کام کرتے چلے جائیں گے اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک یا دو یا چار آدمی کو قتل کرنے سے وقتی جوش تو نکل جاتا ہے لیکن یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے مسلم امہ اگر مستقل حل چاہتی ہے تو تمام مسلمان دنیا اکٹھی ہو۔ اب بھی فرانس کے صدر کے جواب میں ترکی کے صدر نے جواب دیا یا ایک دو اور ملکوں نے ردّعمل ظاہر کیا تو یہ بات اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا کہ تمام مسلمانوں کے ایک ردّعمل کا اثر ہو سکتا ہے۔ گو یہ کہا جاتا ہے کہ ترکی وغیرہ کے ردّعمل پر فرانس کے صدر نے اپنا بیان بدلہ اور کچھ نرم کیا کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا، میرا مطلب یہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی اپنی بات پر بھی قائم رہا ہے کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں۔ لیکن اگر پچّن، پچپن مسلمان ممالک ایک زبان ہو کر بولتے تو پھر وہ اگر مگر کی بات نہ کرتا۔ پھر فرانس کے صدر کو مجبوراً بہرحال معافی مانگنی پڑتی، گھٹنے ٹیکنے پڑتے۔ بہرحال یہاں مختصر میں اتنا ہی کہنا چاہتا تھا کہ دعا کریں کہ مسلمان ممالک کم از کم غیروں کے سامنے ایک ہو کر آواز اٹھائیں پھر دیکھیں کتنا اثر ہوتا ہے۔ ہم تو اپنا کام کئے جا رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کہ مسیح محمدی کے ماننے والوں کا یہ کام ہے، یہ فرض ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت ﷺ کے خوبصورت چہرے کو دنیا کو دکھائیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے نہ لے آئیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تمہاری بقا اسی میں ہے کہ خدائے واحد کو پہچانو اور ظلموں کو ختم کرو۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے چند سربراہان حکومت کو دوبارہ خط لکھے تھے۔ چند مہینے پہلے انہی کووڈ کے دوران میں تو فرانس کے صدر کو بھی میں نے لکھا تھا اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ یہ عذاب اور آفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلموں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اس لئے تمہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ظلموں کو ختم کرو اور انصاف کو قائم کرو اور حق پر مبنی بیان دو۔ ہم نے جو اپنا فرض تھا پورا کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ اب کسی کی یہ مرضی ہے چاہے وہ اس کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ لیکن ہم نے بہرحال امت مسلمہ کو دعاؤں میں نہیں بھولنا۔

اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو بھی پہچان لیں اور دنیا کو عمومی طور پر بھی سوچنا چاہئے کہ ایسی باتیں، اگر خدا سے دور ہٹتے چلے گئے، تو وہ ان کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ہم نے عمومی طور پر بھی یہ کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے نیچے لائیں۔ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لانا یہی تحریکِ جدید کا مقصد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے اس کے علاوہ دنیا کے عمومی حالات کے لئے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے اس طرف بڑھ رہے ہیں اس بیماری سے جب جان چھوٹے تو یہ نہ ہو کہ ایک اور آفت جنگِ عظیم کی صورت میں اُن پر نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے اور خدائے واحد کو پہچان کر اس کا حق ادا کرنے والے بنیں۔"

(آمین)

(روزنامہ الفضل آن لائن 15 دسمبر 2020ء)

در مدح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب

اے تخیل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سرِ عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے
شاخ ہائے سدرہ پر گر تو نشیمن ساز ہے
عالمِ ملکوت سے تو کچھ اگر ہم راز ہے
تو مرے محمودؓ کے احسان کی تصویر کھینچ!
نقش ان کے حسن کا در پردہ تحریر کھینچ!
پنجہ تسخیر سے بالا مہِ کامل نہیں
توڑنا تارے فلک کے یہ کوئی مشکل نہیں
غیر ممکن کچھ بیانِ جذبہ ہائے دل نہیں
اور بیروں از احاطہ بحرِ بے ساحل نہیں

پر احاطہ مردِ کامل کا بہت دشوار ہے
یہ وہ نکتہ ہے جہاں ادراک بھی لاچار ہے
دیدہ ظاہر میں اے محمودؓ اک انساں ہے تو
اہلِ دل کی دید میں پر بحرِ بے پایاں ہے تو

صورتِ زیبا میں اپنی یوسفِ کنعاں ہے تو
سیرتِ حسنہ میں اپنی مظہرِ رحماں ہے تو
احمدِ مرسل کے ثانی حسن میں احسان میں
خوبیاں تجھ سی نہیں ہرگز کسی انسان میں
تو مقدس باپ کے ہم رنگ اے محمودؓ ہے
نصرتِ اسلام روحِ والد و مولود ہے
یہ حقیقت وہ ہے جو خود شاہد و مشہود ہے
لاجرم لاریب تو ہی مصلح موعودؓ ہے
دیر سے آیا ہے تو اور دور سے آیا ہے تو
یعنی اِک نورِ ازل کے نور سے آیا ہے تو
حضرتِ احمدؑ سے پہلے تین تھے ایسے بشر
حق تعالیٰ کی بشارت سے ملے جن کو پسر
حضرت ابراہیمؑ اول دوم یحییٰؑ کے پدر
سوم مریمؑ محصنہ جس پر تھی مولیٰ کی نظر
تیری پیدائش نے احمدؑ کو کھڑا ان میں کیا
ہیں یہی وہ تین جن کو چار تو نے کر دیا
ارضِ ربوہ پر ہیں جب سے آپ جلوہ گر ہوئے
اس کے ذرے جگمگا کر ہم سرِ اختر ہوئے

آپ کی ہمت سے ہی آباد اجڑے گھر ہوئے
اور قائم از سرِ نو مرکزی دفتر ہوئے
بالیقیں اپنی اولوالعزمی میں تو اِک فرد ہے
اے خدا کے شیر! تو اک آسمانی مرد ہے
تیرے دم سے اے مسیحی روح فاروقی دماغ
خانہ اسلام کا روشن ہوا دھندلا چراغ
عاشقانِ ملتِ احمدؑ کے دل ہیں باغ باغ
دشمنانِ تیرہ باطن کے ہیں سینے داغ داغ
حق نے باندھا ہے ترے سر سہرہ فتح و ظفر
اے بشیرالدین محمود احمد و فضلِ عمرؓ

نوٹ: یہ نظم سلور جوبلی کے موقع پر قادیان میں پڑھی گئی۔ نیا مرکز ربوہ بننے کے بعد اس نظم میں مکرم مولانا صاحب موصوف نے چند اشعار کا اضافہ کیا۔

خواجہ حسن نظامی کی درخواست پر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ایک معرکہ آراء مضمون برائے رسالہ ''کامیابی''

دہلی سے خواجہ حسن نظامی صاحب کے زیر انتظام ایک نیا رسالہ 'کامیابی' کے نام سے جاری ہوا۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں تجارتی کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرنا تھا۔ مکرم خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ حضورؓ اس کی پہلی اشاعت کے لئے مضمون عنایت فرمائیں۔ حضورؓ ان دنوں خود مسلمانوں کو تجارت کی طرف بار بار رغبت دلا رہے تھے۔ چنانچہ اس نیک مقصد کے لئے حضورؓ نے ایک مضمون تحریر فرمایا جو رسالہ 'کامیابی' کے پہلے پرچہ میں شائع ہوا۔ یہ مضمون اخبار الفضل قادیان 12 جولائی 1929ء میں بھی شائع کر دیا گیا جو افادہ عام کے لئے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

''کامیابی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں سے عام طور پر ہمارے اہلِ ملک ناواقف ہیں۔ اور یہی ہماری ناکامیوں کی وجہ ہے۔ ہمارے ملک میں کامیابی نام ہے روپیہ کا۔ کامیابی نام ہے اچھے کپڑے پہننے کا اور اچھے کھانے کھانے کا۔ کامیابی نام ہے لوگوں پر تسلط پانے اور حکومت کرنے کا۔ مگر حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ غلط مفہوم کامیابی کا نہیں ہو سکتا۔ جن چیزوں کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں انہی کو اپنا کام (یعنی مقصد) بنا لینا کامیابی کے راستہ میں روک ہوا کرتا ہے۔ یہ چیزیں خود کامیابی نہیں بلکہ بعض دفعہ کامیابی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یزید باوجود مال و دولت اور جاہ وحشم کے ناکام رہا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام باوجود شہادت کے کامیاب رہے۔ کیونکہ ان کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا۔ تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ مگر وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے یعنی انتخابِ خلافت کا حق اہلِ ملک کو ہے۔ کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہو سکتا۔ آج بھی ویسا ہی مقدس ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسین علیہ السلام ہوئے نہ کہ یزید۔

قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گر بتایا ہے اور میں اس کی طرف قارئین کو توجہ دلاتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (سورۃ التوبہ 9: 100)

یعنی وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اول رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر اک چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں کے مدد معاون ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اسی نے ان لوگوں کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے اندر نہریں چلتی ہیں اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں۔ خود بالذات نہیں ہوتے اور نیز یہ بتایا گیا ہے کہ گر یہ ہے کہ کوئی قوم اُن مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے جو قربانی چاہتے ہیں اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو ہی پہنچتا ہے۔ دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرے۔ یہی وہ گر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کر دیا ہے۔ اور یہی وہ گر ہے۔ جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ ہمارے اندر دولت مند بھی ہیں اور صاحب جائیداد بھی۔ لیکن باوجود اس کے ہم کامیاب نہیں۔ اس لئے کہ ہماری قوم اور ہمارے اہلِ ملک کی کوششیں اپنے نفس کی عزت اور اپنے آرام کے حصول کے لئے خرچ ہوتی ہیں۔ لیکن کامیابی کا گر یہ ہے کہ قوم سب کی سب مہاجر ہو جائے۔ یعنی اپنے نفس کو بھلا کر ان کاموں میں لگ جائے جو بنی نوع انسان کی مجموعی ترقی کا موجب ہوں یا انصار بن جائے یعنی ایسے لوگوں کی مددگار اور معاون ہو حتی کہ دنیا کا ہر ایک ملک اپنے گرد و پیش ایسے سامان دیکھے جن کے بغیر اس کا گذارہ مشکل تھا۔ اور جن کا حصول اسی قوم کی شدید قربانیوں کے بغیر ناممکن تھا۔ یہ قوم کامیاب ہوتی ہے اور اس کا ذکر خیر دنیا سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے برادرانِ وطن اسی صداقت کو سمجھ کر اس کی طرف پوری توجہ کریں گے۔ خالی نقل سے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ بعض علوم وفنون میں السابقون الاولون ہونے کی کوشش نہیں کریں گے اور دوسری اقوام کو اپنے پیچھے چلانے میں کامیاب نہ ہوں گے، وہ برابر ناکامی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ لیکن کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری سابقہ ناکامیاں ہمیں بیدار کر دیں۔ کیا ہماری پستی کے لئے کوئی اور قعرِ مذلت باقی ہے جس تک گرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ کیا ہم بچپن کے زمانہ سے نکل کر شباب نہیں بلکہ پیری کا زمانہ ہی دیکھیں گے اور پھر نابالغ بنے رہیں گے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو بلکہ خدا کرے کہ ہماری قوم بیدار ہو کر مہاجر و انصار کا رنگ دکھاتی ہوئی دنیا کی ترقی کے میدان میں السابقون الاولون کے دوش بدوش کھڑی ہو اور ہر ایک قربانی عارضی نہیں بلکہ مستقل اس پر آسان ہو اور وہ کامیابی کے میدان میں ایک ایسی پائیدار یادگار چھوڑے جس کے نقش مرورِ زمانہ سے بھی نہ مٹ سکیں۔ آمین۔ اللّٰھم امین

و آخِرُ دَعوٰینَا اَنِ الحَمدُ لِلہِ رَبِّ العٰلمِین''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 12 جولائی 1929ء، صفحہ 7)

التّحیات میں انگشت سبابہ اٹھانے کی حکمت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’لوگ زمانہ جاہلیت میں گالیوں کے واسطے یہ انگلی اٹھایا کرتے تھے اس لئے اس کو سبابہ کہتے ہیں یعنی گالی دینے والی۔ خدا تعالیٰ نے عرب کی اصلاح فرمائی اور وہ عادت ہٹا کر فرمایا کہ خدا کو واحد و لاشریک کہتے وقت یہ انگلی اٹھایا کرو تا کہ اس سے وہ الزام اُٹھ جاوے۔ ایسے ہی عرب کے لوگ پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ اس کے عوض میں پانچ وقت نماز رکھی۔‘‘

(ملفوظات۔ ایڈیشن 2016ء، جلد 4، صفحہ 283۔ 284)

(شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا)

ایک دلچسپ اور معلوماتی مختصر مضمون

روشنی دینے والی مخلوق

مکرم محمد زکریا ورک صاحب، ٹرانٹو

دنیا میں بہت سی ایسی مخلوقات ہیں جو تاریکی میں رہنا پسند کرتی ہیں کیونکہ وہ خود اپنے لئے روشنی پیدا کرتی ہیں۔ روشنی پیدا کرنا بہت سارے آرگنازم، کیڑوں جیسے جگنو، گلو ورمز (glow worms)، فائر فلائی سکوائڈ (squid)، کرسٹل جیلی فش (crystal jelly fish)، اور شارک مچھلی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ایسی مچھلیاں نمکین پانی میں دیکھی جاسکتی ہیں نہ کہ فریش واٹر میں۔ بائیولومی نیسنٹ فش (bioluminescent fish) کی اقسام میں سے اینگلرفش (Anglerfish) سب سے زیادہ مشہور ہے۔ روشنی پیدا کرنا اعلیٰ مخلوقات میں مفقود ہے۔ روشنی پیدا کرنے کا مقصد بعض مخلوقات میں سیکس پارٹنرز (sexpartners) کو پیغام رسانی کرنا اور بعض دفعہ اس کا مقصد کیڑوں کو اپنے شکنجے میں لاکر ہڑپ کر جانا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں جگنو firefly or lightbug کو دنیا کا کامیاب کیڑا مانا جاتا ہے جو دھوکے بازی میں انتہائی شاطر اور چالاک سمجھا جاتا ہے۔

نازک اندام مادہ جگنو میں اس کے پیٹ کے کونے پر ٹیل لائٹ (tail light) لگی ہوتی ہے جس کو وہ آن آف کر سکتی ہے۔ اس روشنی کا مقصد نر جگنوؤں کو اپنے محل وقوع اور دیگر پیغامات بھیجنا ہوتا ہے۔ دیگر مخلوق کے ساتھ بھی یہ فلیش لائٹس (flashlights) کے ذریعہ پیغام رسانی کرتے ہیں جس کا واحد مقصد ان کو زیر دام لاکر خود کو غذا مہیا کرنا ہوتا ہے۔ جگنو کی روشنی فریب، دھوکہ، عیاری اور مکاری کی اعلیٰ مثال ہے۔ یہ روشنی نصف انچ کے برابر ہوتی ہے جو کہ کافی فاصلے تک دیکھی جاسکتی ہے۔

جگنو رات کے وقت یا پھر غروب آفتاب کے وقت نظر آتے ہیں۔ دن کے وقت یہ سست اور کاہل ہوتے ہیں۔ رات کے وقت یہ فلیش لائیٹس (flashlights) کا زبردست مظاہرہ کرتے ہیں۔ جگنو کی دونوں جنس اور لاروا روشنی پیدا کر سکتے ہیں۔ کیربین جزائر میں تو لوگ رات کی وقت جگنوؤں کو سوتی پٹی میں ڈال کر سر پر خوبصورتی اور زینت کے لئے باندھ لیتے ہیں جس سے رات کے وقت عجب سماں پیدا ہوتا ہے۔ موسم گرما میں جھاڑیوں میں اکثر جگنو جمع ہو جاتے ہیں اور وہ شام ڈھلے فلیش لائٹس (flashlights) کے ذریعہ مخفی پیغام بھیجتے ہیں جس کو دوسرے جگنو سمجھ جاتے ہیں۔ مادہ جگنو کا پیغام نر جگنو سے مختلف ہوتا ہے۔ مادہ کی ٹیل لائٹ (tail light) سے پہلے سے طے شدہ کوڈیڈ میسج coded message نکلتا ہے جس کو منہ جبیں مادہ شناخت کر لیتی ہے۔ اگر اس پیغام کا نر جواب دے تو وہ بجائے جنسی ملاپ کے جلد ہی ہڑپ کر لیتا ہے۔ نر کی پہچان اس کے بھیجے ہوئے فلیشز (flashes) کا دورانیہ ان کی تعداد سے ہوتا ہے۔ جزائر فلپائن کے شہر Donsol میں جگنو سال بھر دیکھے جاسکتے ہیں۔ امریکہ کی ریاست ٹینے سی (Tennessee) کے شہر Elkmont میں ہر سال جون کے پہلے ہفتہ میں جگنو ایک ساتھ روشنی فلیش کرتے نظر آتے ہیں۔ ساؤتھ کیرولائنا (South Carolina) کے کونیا گرا نیشنل پارک میں جگنو وافر تعداد میں نظر آتے ہیں۔ کینیڈا کے شہر کنگسٹن میں Lemoine Point Park میں شام ڈھلے جھاڑیوں میں جھیل اونٹاریو کے کنارے لاتعداد جگنوؤں کی پرواز دیکھی جاسکتی ہے۔

سائنسدانوں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اگر فلیش لائٹس (flashlights) کی مصنوعی روشنی جگنوؤں کی طرف ایک منٹ کے لئے بھیجی جائے تو نر جگنو فوراً اس کی طرف پرواز کر کے چلا جاتا ہے۔ جگنوؤں کی مختلف انواع دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کا فائرفلائی Photinus pallens دو قسم کے سگنل فلیش کرتا ہے۔ جب وہ کسی جگہ پر بیٹھا ہوتا ہے تو وہ برائٹ لائٹ فلیش (Brightlight Flash) کرتا ہے جس کا دورانیہ نصف سیکنڈ ہوتا ہے۔ مگر جب یہ پرواز میں ہوتا تو لائٹ فلیشز (Light Flashes) کا دورانیہ غیر معینہ مدت تک ہوتا ہے اور اتنے چمکدار ہوتے کہ انسان چندھیا جاتا ہے۔

نارتھ امریکہ میں جگنو کی نر تنہائی پسند ہے جو اکیلے ہی پرواز میں مادہ کی تلاش میں مگن رہتی ہے۔ تھائی لینڈ میں سینکڑوں جگنو 2/3 سیکنڈ میں دریا کے کنارے پر فلیش کرتے نظر آتے ہیں۔ نیو گنی کے جگنو نصف سیکنڈ میں فلیش کرتے ہیں۔ بعض انواع ہر تین سیکنڈ میں فلیش کرتے ہیں۔ بعض جگہوں پر دیکھا گیا کہ ایک درخت پر بیٹھے درجنوں جگنو ایک ہی وقت میں اکٹھے فلیش کرتے جب کہ دوسرے درخت پر بیٹھے جگنو پہلے درخت سے مختلف وقت فلیش کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ synchronize کیوں کرتے ہیں اس کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔ جگنو کی روشنی لکڑی، تیل یا کوئلے کی روشنی سے زیادہ ہوتی ہے جس سے کوئی حرارت پیدا نہیں ہوتی۔ نارتھ امریکہ کے فائر فلائی میں سے سبز روشنی نکلتی ہے، مگر بعض انواع میں دو قسم کی روشنی نکلتی ہے۔ برموڈا کے جزیرہ کے فائر فلائی کی جنسی زندگی چاند کے مراحل سے مطابقت رکھتی ہے۔ پورے چاند کے دو یا تین روز بعد، مادہ جگنوؤں کے جھنڈ مانی کی سطح پر جمع ہو جاتے اور گرین لائٹ (green light) پیدا کرتے ہوئے دائرے میں تیرتے ہیں۔

روشنی دینے والی مچھلی

مچھلی کی بہت ساری انواع روشنی دینے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ فلیش لائٹ فش (flashlight fish) کے روشنی دینے کا مقصد پیغامات بھیجنا، وصول کرنا، شکار کو زیر دام لانا، شکار خور مچھلیوں سے خود کو محفوظ رکھنا اور چیزوں کو بہتر طریق سے دیکھنا ہوتا ہے۔ مچھلی کی چار اقسام ایسی ہیں جن کے ہر آنکھ کے نیچے روشنی دینے کا عضو لگا ہوتا ہے جس سے فلیش لائٹ کے برابر کی روشنی خارج ہوتی ہے۔ ایسی مچھلیاں زیادہ نظر نہیں آتیں کیونکہ یہ حجم اور ضخامت میں چھوٹی اور گہرے پانی میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ فلیش لائٹ فش (flashlight fish) کے روشنی دینے والے عضو پر تاریک پردہ لگا ہوتا ہے جس سے یہ خود بھی چندھیا نہیں پاتی۔ تجربہ گاہ میں جب روشنی دینے والا عضو الگ کیا گیا تو یہ آٹھ گھنٹے تک چمکتا رہا۔ مچھلی جب اس لائٹ کو بجھانا چاہتی ہے تو یہ عضو کے اوپر تاریک پردہ ڈال دیتی ہے۔ اور اگر شکار کرنے والا جانور قریب آئے تو یہ لائٹ آن کر لیتی ہے۔

(باقی صفحہ 28)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ امارت وان

جماعت احمدیہ عالمگیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری دنیا میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعقاد کا اہتمام کرتی ہے اور ربیع الاول کے مہینے میں عام طور پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن کا ایک مقصد سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور غیر مسلموں کے آپؐ کی حیات طیبہ پر غلط اور بیہودہ اعتراضات کا جواب دینا اور دوسرے آپؐ کے ماننے والوں کو آپؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا ہوتا ہے۔

انہی مقاصد کے حصول کی خاطر امارت وان نے امسال بھی جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا۔ جو موجودہ حالات کے پیش نظر مجازی (virtual) ہوا اور شاملین جلسہ نے اپنے اپنے گھروں میں ہی اپنے افراد خانہ کے ساتھ مل کر اس پروگرام کو سنا اور دیکھا الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امارت وان کے زیر اہتمام مورخہ 18 دسمبر 2020ء کو آٹھ بجے شام مجازی (virtual) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔

جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم رضا الرحمٰن درد صاحب حلقہ وان ایسٹ نے سورۃ الاحزاب کی آیت کریمہ 41 تا 48 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم میاں طارق محمود صاحب حلقہ وان نارتھ اور اردو ترجمہ مکرم قمر احمد لقمان صاحب حلقہ وان ساؤتھ نے پیش کیا۔

اس کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نے جلسہ کی غرض وغایت اور اس کا تعارف بیان کیا اور تلقین کی کہ سیرت کے موضوع پر جو تقاریر ہم سنیں ان پر عمل پیرا ہونے کی بھرپور کوشش کریں۔

صدارتی کلمات کے بعد مکرم عمران حفیظ صاحب حلقہ کلائن برگ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ کلام 'وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم شیخ دانش احمد صاحب حلقہ وڈبرج نارتھ نے پیش کیا۔

جلسے کی پہلی تقریر مکرم آدم عابد الیگزینڈر (Adam Abid Alexander) صاحب لوکل مشنری وان کی تھی۔ آپ نے 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیاب مساعی' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے مختلف واقعات کا ذکر کر کے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر وتحمل اور وسعت حوصلہ جیسے اوصافِ حمیدہ ہمیشہ تبلیغ کے میدان عمل میں آپؐ کے ممد ومعاون ثابت ہوئے۔ پھر مکرم آدم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اپنائے گئے کئی طریقوں مثلاً رشتہ داروں کو کھانے پر بلا کر تبلیغ کرنا وغیرہ بیان کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہم سب جو اس جلسے میں شامل ہیں وہ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ کی تبلیغی کوششوں کا ہی پھل ہیں۔ جس کے صدقے اور حبیب سے ہمیں مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی۔

اس کے بعد مجلس اطفال الاحمدیہ کی طرف سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ایک پریزنٹیشن (presentation) پیش کی گئی جس میں مختلف اطفال نے باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو مختصراً بیان کیا۔ اس پریزنٹیشن (presentation) کی وڈیو درج ذیل لنک پر دیکھی جاسکتی ہے۔

https://drive.google.com/file/d/1PsujcXREQv1057_uZX1YhmiBYFf8L6A/view?usp=sharing

جلسے کی دوسری تقریر مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکر گزاری' کے موضوع پر پیش کی۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب آیت نمبر 22 سے کیا۔ جس کا ترجمہ ہے، یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے کے طور پر پیش کیا۔

آپؐ نے اپنی زندگی کے مشکل ترین ادوار بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے گزارے۔ بچپن سے لے کر وفات تک مختلف مصائب سے گزرے لیکن آپؐ نے کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مکرم سرا صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مشکل اور تکلیف میں اپنے خالق ومالک کا دعا کی صورت میں دروازہ کھٹکھٹاتے رہے اور اپنے مولا کے حضور گریہ وزاری کرتے رہے اور پھر قادر وتوانا رب العالمین بھی انہیں ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں کی آغوش میں لے لیتا رہا۔

آخر میں مکرم مربی صاحب نے کہا کہ ہمیں بھی وقتاً فوقتاً اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ آیا ہم بھی اپنے حبیب آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے نقش قدم پر قدم مار رہے ہیں یا نہیں۔

اس جلسے کی آخری تقریر کا موضوع 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فریضہ تبلیغ' تھا۔ جو مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ وان نے پیش کی۔ آپ نے سورۃ المائدہ آیت نمبر 68 کی روشنی میں بیان کیا کہ تبلیغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بنیادی فریضہ تھا جسے آپؐ نے کبھی فراموش نہیں فرمایا۔ سخت سے سخت حالات کے باوجود آپؐ نے تبلیغ جاری رکھی۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کا حکم نہیں دیا آپؐ نے تبلیغ نہیں چھوڑی۔ ایک مرتبہ جب آپؐ کے چچا ابوطالب نے آپؐ کو تبلیغ سے منع کرتے ہوئے کہا کہ مکہ کے لوگ شکایت کر رہے ہیں کہ اگر آپؐ اپنی تبلیغ سے باز نہیں آئیں گے تو وہ آپ کو جانی نقصان پہنچائیں گے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تبلیغ تو میں نہیں چھوڑ سکتا خواہ اس میں میری جان چلی جائے۔ بلکہ میں تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اس کے راستے میں میری جان قربان ہو تو ایسا بار بار ہو کہ میں زندہ کیا جاؤں اور مجھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہوئے موت آئے۔ تبلیغ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے مکرم مرزا صاحب نے کہا پس ہم جو آپؐ کی محبت اور اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں بھی

اس جذبہ سے تبلیغ کرنی چاہئے اور بالخصوص جو یوم تبلیغ منایا جا رہا ہے اس میں ہم سب اپنے ہمسایوں کو مرکزی ہدایت کہ مطابق خط لکھیں اور پروگرام کو کامیاب بنائیں۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختتام سے قبل مکرم امیر صاحب وان کے ارشاد پر مکرم چوہدری کامران اشرف صاحب نے بعض ضروری اعلانات پڑھ کر سنائے۔

آخر میں مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایمان افروز مختلف واقعات کا تذکرہ کیا اور ناظرین وسامعین کو تلقین کی کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو گزارنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے دعا کرائی اس طرح اسوۂ حسنہ کے پاکیزہ تذکرے کا یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اس مجازی (virtual) پروگرام میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد 900 تھی۔ یاد رہے کہ جلسہ سیرت النبیؐ کے پروگرام کی تمام کاروائی انگریزی میں ہوئی جس کا مختصر تذکرہ اس رپورٹ میں پیش کیا گیا ہے۔

(رپورٹ: مکرم غلام احمد عابد صاحب سیکرٹری اشاعت وان جماعت)

ڈاکٹر سید محمد داؤد اسلم

مولانا مرزا محمد افضل

امتیاز احمد سرا

آدم عابد الیگزینڈر

رضاء الرحمٰن درد

طارق محمود میاں

کامران اشرف چوہدری

قمر احمد لقمان

عمران حفیظ

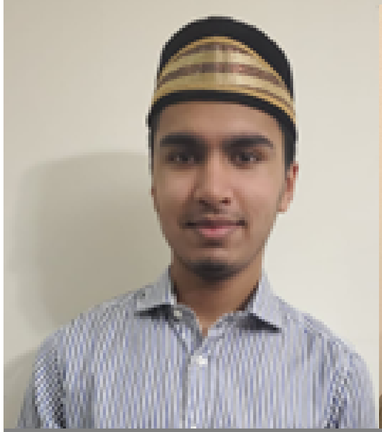

شیخ دانش احمد

بقیہ از خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

الجزائر میں خداتعالیٰ کے فضل سے بہت سارے احمدیوں کو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزامات سے بری کیا ہے۔حضورانور نے دعاؤں اورنوافل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے

رب کل شیئی خادمک.

اللھم انا نجعلک فی نحورھم.

استغفاراوردرودشریف بکثرت پڑھنے کاارشادفرمایا۔

خطبے کے آخری حصے میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کااعلان فرمایا۔

1۔مکرمہ حمدیٰ عباس صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب خیر پورسندھ۔

2۔مکرم رضوان سید نعیمی صاحب عراق۔

3۔مکرم ملک علی محمد صاحب نجکہ ضلع سرگودھا۔

4۔مکرم احسان احمد صاحب ولد مکرم شفقت محمود صاحب لاہور۔5۔مکرم ریاض الدین شمس صاحب ابن مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب۔

حضورانورنے تمام مرحومین کی مغفرت، بلندی درجات اور لواحقین کے لئے صبرِ جمیل عطاہونے کی دعا کی۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔08، 15، 25، 29دسمبر 2020ء)

بقیہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقانیتِ خلافت کے زندہ نشان

اوروہ ایڑیاں جوشیطان کاسرکچلیں گی اورمسیحیت کا خاتمہ کریں گی ان میں سے ایک ایڑی میری بھی ہوگی۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

میں اس سچائی کونہایت کھلے طور پرساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔یہ آواز وہ ہے جوزمین وآسمان کے خدا کی آواز ہے۔یہ مشیّت وہ ہے جوزمین وآسمان کے خدا کی مشیّت ہے۔یہ سچائی نہیں ٹلے گی نہیں ٹلے گی اورنہیں ٹلے گی۔اسلام دنیاپرغالب آکررہے گا۔مسیحیّت دنیا میں مغلوب ہوکررہے گی۔اب کوئی سہارانہیں جوعیسائیت کومیرے حملوں سے بچاسکے۔خدامیرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا۔اوریاتومیری زندگی میں ہی اس کواس طرح کچل کر رکھ دے گا کہ وہ سراٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی اوریا پھرمیرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہوگا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مُرجھا کررہ جائے گی اوردنیا میں چاروں طرف اسلام اوراحمدیت کا جھنڈاانتہائی بلندیوں پراُڑتا ہوا دکھائی دے گا۔" (الموعود۔انوارالعلوم۔جلد17،صفحہ614۔615)

حسنِ یکجہتی،صبر و وفا، ارتقا، سب نظامِ خلافت سے ممکن ہوا
منکرینِ خلافت سے پوچھو ذرا، ان پہ شمس وقمر کیسے ڈھلتے رہے

بقیہ ازاوراللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا

کہ غیرکوانگلی اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔کیا یہ آگیں لگانے سے سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی عزت اورمقام کی نعوذ باللہ صرف اتنی قدر ہے کہ جھنڈے جلانے سے یا کسی سفارت خانے کا سامان جلانے سے بدلہ لے لیا۔نہیں ہم تو اس نبیؐ کے ماننے والے ہیں جوآگ بجھانے آیا تھا،وہ محبت کا سفیر بن کرآیا تھا،وہ امن کا شہزادہ تھا۔پس کسی بھی سخت اقدام کی بجائے دنیا کوسمجھائیں اور آپؐ کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں۔۔۔۔ ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہئے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔وہ آگ ہےآنحضرت ﷺ سےعشق ومحبت کی آگ جوآپؐ کے ہراسوہ کو اپنانے اوردنیا کودکھانے کی آگ ہو۔جوآپ کے دلوں اورسینوں میں لگےتو پھرلگی رہے۔یہ آگ ایسی ہو جودعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہردم آسمان تک پہنچتے رہیں۔پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہےاوراپنے دردکودعاؤں میں ڈھالنا ہے۔" (خطبات مسرور،جلد چہارم،صفحہ80۔87)

آخر پر خاکسار حضورانورایدہ اللہ کے اوپربیان فرمودہ خطبہ جمعہ کے ہی بابرکت دعائیہ الفاظ پراپنے مضمون کومکمل کرتا ہے۔آپ نے فرمایا۔"اللہ کرے کہ ہم زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لئے اورآنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں قائم رکھنے کے لئے، آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے آپؐ پردرود بھیجتے ہوئے،اللہ کی طرف جھکتے ہوئے،اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کے فضل اورفیض کے وارث بنتے چلے جائیں۔اللہ ہماری مدد کرے۔" آمین ثم آمین (خطباتِ مسرور،جلدچہارم،صفحہ88)

بقیہ ازروشنی دینے والی مخلوق

جس سے اس کوراوِفرارمل جاتا ہے۔فلیش لائٹ فش ایک منٹ میں تین دفعہ آنکھ جھپکنے کی اہلیت رکھتی ہے۔وہ بیکٹیریا جو یہ روشنی پیدا کرتا ہےاس کوتجربہ گاہ میں بنانے کی کوشش کی گئی مگرناکام رہے۔

انڈونیشیا کے باندا(Banda)جزیرہ کے ماہی گیردیکھ چکے ہیں کہ فلیش لائٹ فش(flashlight fish)روشنی شکارکوپھنسانے کے لئے استعمال کرتی ہے۔برموڈہ کے جزیرہ کےfireworms روشنی کونسلی افزائش کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

انسان اورروشنی

انسانوں میں بھی بعض اولیاءاورنیک فرشتہ سیرت انسان ایسے ہوتے ہیں جن کے چہرے بہت نورانی ہوتے ہیں اوران سے روشنی نظرآتی ہے۔ان کے گرد ہالہ نور ہوتا ہےجس کوصرف نیک خصلت لوگ ہی پہچان سکتے ہیں۔جوانسان دوسروں کے لئے راہ نما ہوتے ہیں ان کو مینارۂ نور سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

ولادت

عزیزم اشعراحمد سلمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنےفضل سےمکرم آفتاب احمدصاحب اورمحترمہ زینب علیم صاحبہ پیس ولیج سینٹرایسٹ کو10جنوری2021ءکوایک بیٹی کے بعددوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔اس بچے کا نام" اشعراحمد" تجویز ہوا ہے۔

عزیزم اشعرسلمہ،شعبہ جائیداد جماعت احمدیہ کینیڈا کے مخلص رضا کار مکرم نسیم احمد یوسفی صاحب اورمحترمہ شمیم اختر صاحبہ کے پوتے اورمکرم علیم احمد صاحب اورمحترمہ فردوس علیم صاحبہ رچمنڈہل کے نواسے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ عزیزم اشعراحمد سلمہ کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے، خادم دین اور خلافت کے فدائی بنائے۔آمین

اعلانات

دعائے مغفرت

☆ مکرم رانا محمد سرور صاحب

13 دسمبر 2020ء کو مکرم رانا محمد سرور صاحب پیس ویلج جماعت 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 17 دسمبر 2020ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں شام ساڑھے چھ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔27 دسمبر 2020ء کو مرحوم کی تدفین بہشتی مقبرہ نصیر آباد ربوہ میں ہوئی۔آپ، مکرم ارسلان سرور صاحب کے والد محترم تھے جنہیں راولپنڈی میں 18 سال کی عمر میں شہید کر دیا گیا تھا۔مرحوم نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانیوں میں پیش پیش، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔راولپنڈی میں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ رفیقاں بی بی صاحبہ تین بیٹے مکرم محمد احمد صاحب پیس ویلج، مکرم یاسر احمد صاحب جرمنی، مکرم ناصر احمد صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم میاں عبدالحی صاحب

20 دسمبر 2020ء کو مکرم میاں عبدالحی صاحب ہملٹن فاؤنٹین 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن 21 دسمبر 2020ء مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں پونے چھ بجے شام مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز 22 دسمبر 2020ء کو مکرم ظفر اقبال جاوید صاحب مربی سلسلہ نے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں صبح گیارہ بجے تدفین کے بعد دعا کرائی۔آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانی کرنے والے، منکسر المزاج، غریب پرور، ہمدرد و خیر خواہ، نہایت مخلص، متوکل علی اللہ، صاحب رؤیا اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ کو سیالکوٹ میں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔مرحوم کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ امۃ المومن صاحبہ، پانچ بیٹے مکرم غلام احمد مقصود صاحب ہملٹن فاؤنٹین، مکرم غلام مصطفیٰ وددود صاحب جرمنی، مکرم غلام مرتضیٰ محمود صاحب یوکے، مکرم غلام مجتبیٰ مسعود صاحب رچمنڈ ہل، مکرم عبدالغفار شہزاد صاحب ہملٹن فاؤنٹین اور دو بیٹیاں محترمہ امۃ المتین نصرت صاحبہ وان، محترمہ امۃ المبین جبار صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ حنیفہ بی بی صاحبہ

28 دسمبر 2020ء کو محترمہ حنیفہ بی بی صاحبہ پیس ویلج جماعت 86 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن 30 دسمبر 2020ء مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے دوپہر تدفین کے بعد دعا ہوئی۔آپ نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج اور دعا گو خاتون تھیں۔مرحومہ کو خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم تنویر احمد صاحب وان، مکرم مبارک علی صاحب پیس ویلج اور ایک بیٹی محترمہ عفت منیر صاحبہ ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم شباہت زیدی سید صاحب

28 دسمبر 2020ء کو مکرم شباہت زیدی سید صاحب ٹرانٹو ویسٹ جماعت 68 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن 2 جنوری 2021ء مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں ساڑھے گیارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے بارہ بجے تدفین کے بعد دعا ہوئی۔آپ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار، محنتی، اور مہمان نواز تھے۔مرحوم کا نظام جماعت اور خلافت سے تعلق تھا۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سیدہ شاہین سلطانہ صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ، ایک بیٹا مکرم سید عطاء الرشید صاحب ٹرانٹو ویسٹ اور تین بیٹیاں محترمہ صدف خاں وان، محترمہ صباحت زیدی سید صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ اور محترمہ عنبر زیدی سید صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم منادی احمد چوہدری صاحب

4 جنوری 2021ء کو مکرم منادی احمد چوہدری صاحب ٹرانٹو ویسٹ 25 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔اور اسی روز مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں دو بجے تدفین کے بعد دعا ہوئی۔آپ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار اور جماعت کے ایک مخلص رضا کار تھے۔ان کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق تھا۔آپ نے پسماندگان میں سوگوار والدہ محترمہ شازیہ خاں صاحبہ اور دو بھائی مکرم ریحان چوہدری صاحب اور مکرم جلیس چوہدری صاحب ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ

3 جنوری 2021ء کو محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

7 جنوری 2020ء کو سکاٹ فیونرل ہوم تین بجے مکرم عبدالحنان سوبھی صاحب مربی سلسلہ ٹرانٹو نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور مرحومہ کی تدفین بہشتی مقبرہ نصیر آباد ربوہ میں ہوئی۔آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار اور دعا گو خاتون تھیں۔مرحومہ کو خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔آپ نے پسماندگان میں شوہر مکرم منور احمد صاحب، دو بیٹے مکرم ظفر احمد صاحب اور مکرم زاہد احمد صاحب ٹرانٹو ویسٹ اور مرحومہ کے بھائی مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب وان اور ایک ہمشیرہ محترمہ نسرین نواز صاحبہ ویسٹن نارتھ اور ایک پوتا مکرم ساجد احمد صاحب ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ و اقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین۔